عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۷تا۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۶ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اگست ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۳۲

اعلامیہ: آل پارٹیز
تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس
اسلام آباد

عقیدۂ ختمِ نبوّت کا تحفظ

7 ستمبر عظیم الشّان
ختمِ نبوّۃ کانفرنس
لاہور کے انتظامات مکمل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو دور کرتا ہے

س:.....میں نے ایک جگہ پڑھا ’’جب تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو صدقہ کیا کر، اس لئے کہ یہ گناہ کو دھوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غصہ کو دور کرتا ہے۔‘‘ گناہ کا کتنا صدقہ دینا چاہئے، گناہ کبیرہ کا کتنا اور گناہ صغیرہ کا کتنا دینا چاہئے؟ اور اگر مال گناہ میں خرچ کیا تو اس کا کتنا صدقہ ہوگا؟

ج:.....گناہ کبیرہ یا صغیرہ کی علیحدہ سے کوئی مقدار صدقہ مقرر نہیں ہے، بلکہ مطلقاً صدقہ کرنے کا حکم ہے، حسب استطاعت جو آسانی سے ہوسکے صدقہ کردینا چاہئے، گناہ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے، اس لئے فرمایا کہ گناہ کے بعد صدقہ کردینا چاہئے کیونکہ صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کو دور کرتا ہے۔ اس لئے گناہ سے توبہ واستغفار کرنے کے ساتھ ساتھ صدقہ کرنا بھی افضل ہے۔

صدقہ ضرورت مند اور مستحقین کو دینا چاہئے

س:..... ’’اللہ پاک اس شخص پر رحم فرماتا ہے جو صدقہ کرے، پھر نماز پڑھے۔‘‘ اگر نماز سے پہلے صدقہ نہ دے سکے اور کوئی سوالی نہ ملے تو پھر کیا کرے؟

ج:.....جس طرح گناہ کے بعد صدقہ دینا افضل ہے، اسی طرح نیکی کا کوئی کام کرلینا بھی افضل ہے، جیسے کہ دو رکعت نماز پڑھ لینا وغیرہ، اگر صدقہ اور نماز دونوں عمل کرلے تو اجر دگنا ہوجائے گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ گناہ کے بعد ہی یہ عمل کرے۔ بغیر گناہ کئے بھی اگر کوئی صدقہ دے اور نماز پڑھے تو یہ اجر وثواب کا باعث ہوگا۔ صدقہ دینے کے لئے مسجد کے باہر کھڑے ہوئے سوالیوں کا ہونا ضروری نہیں بلکہ ضرورت مندوں اور مستحقین کا ہونا ضروری ہے۔ مسجد کے سامنے کھڑے سوالی اکثر مستحق نہیں ہوتے، بلکہ پیشہ ور ہوتے ہیں، اسی طرح سڑکوں پر مانگنے والے بھی اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں جو کہ صحت مند اور تندرست بھی ہوتے ہیں۔ محنت مزدوری کرنے کے قابل ہوتے ہیں مگر بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنایا ہوا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو صدقہ، زکوٰۃ دینا صحیح نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کو دیا جائے جو کہ گھر جاکر مانگتے نہیں، نہ سڑکوں پر ہاتھ پھیلاتے ہیں، ایسے لوگوں کو دینا چاہئے جو سفید پوش ہیں۔ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرماتے ہیں، ایسے لوگوں کو تلاش کرکے ان کی مدد کرنی چاہئے، یہی لوگ صحیح معنوں میں مستحقین ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ ۱۷ تا ۲۵ / صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/ اگست ۲۰۲۴ء شمارہ:۳۲

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میوایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شیخ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس، اسلام آباد	۷	ادارہ
ختم نبوت کانفرنس لاہو کے انتظامات مکمل	۱۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ	۱۱	مولانا منظور احمد الحسینیؒ
حضراتِ صحابہ کرامؓ کا زُہد(۲)	۱۶	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
....سپریم کورٹ کا غیر منصفانہ فیصلہ(۳)	۱۹	مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
اہلِ بیت اور آلِ محمد ﷺ(۲)	۲۴	پروفیسر محمد سلیم قاسمی، علی گڑھ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۹۰ فصل:... ۲ ہجری کے واقعات

۳۲:..... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی اُٹھائی اور تین بار فرمایا: ’’شَاھَتِ الْوُجُوْہُ‘‘ (کفار کے چہرے بگڑ جائیں)، پھر اُسے کافروں کی طرف پھینکا، جس سے ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، اور حق تعالیٰ کی جانب سے نصرت و فتح نازل ہوئی، اسی کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔‘‘ (الانفال:۱۷)

ترجمہ:..... ’’پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ (درحقیقت) اللہ نے ان کو قتل کیا، اور آپ نے (وہ مٹھی) نہیں پھینکی جبکہ آپ نے پھینکی، بلکہ دراصل وہ اللہ نے پھینکی۔‘‘

۳۳:..... اسی سال کا واقعہ ہے کہ غزوۂ بدر میں کفار کی مدد کے لئے سراقہ بن مالک مدلجی کی صورت میں اِبلیسِ لعین، شیاطین کا لشکر اِنسانی شکل میں لے کر آیا اور ان سے کہا: ’’آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا حمایتی ہوں‘‘ مگر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں فریق جنگ میں مصروف ہوئے اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے فرشتوں کو بکثرت اُترتے دیکھا تو اپنے لشکر سمیت اُلٹے پاؤں بھاگا، اور جب ایک مشرک نے اس سے کہا: ’’سراقہ! تو تو کہتا تھا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں، اب ہمیں چھوڑ کر بھاگ رہا ہے؟‘‘ تو اِبلیس نے کہا: ’’میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، یعنی فرشتوں کو آسمان سے اُترتے دیکھ رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں، واقعی اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے۔‘‘

۳۴:..... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے، چنانچہ پہلے ایک ہزار فرشتے نازل ہوئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ۔‘‘ (الانفال:۹) ترجمہ:..... ’’میں تمہاری مدد کروں گا ایک ہزار فرشتوں سے جو پرا باندھ کر آئیں گے۔‘‘ بعد ازاں دو ہزار اور آئے، پس کل تعداد تین ہزار ہوگئی، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: ’’تمہاری مدد کرے گا تین ہزار فرشتوں سے جو آسمان سے نازل کئے جائیں گے۔‘‘ اس کے بعد دو ہزار اور آئے، اب ان کی تعداد پانچ ہزار ہوگئی، چنانچہ ارشاد ہے: ’’تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جن پر خاص نشان ہوں گے۔‘‘

۳۵:..... اسی سال غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کی تلوار ٹوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخ مرحمت فرمائی اور فرمایا: ’’اس سے لڑو!‘‘ جب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے اس کو لیا تو ان کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی، اور غزوۂ بدر کے ختم ہونے تک اس تلوار سے خوب لڑائی کی، اس کے بعد دیگر غزوات میں وہ اسی تلوار کے ساتھ قتال وجہاد کرتے تھے اور یہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

۳۶:..... اسی سال غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ حضرت سلمہ بن حریس رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام لائے اور وہ غیر مسلح تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ’’ابنِ طاب‘‘ نامی کھجور کی ایک شاخ دے کر فرمایا: ’’اس کے ساتھ لڑو!‘‘ یہ ان کے ہاتھ میں آتے ہی بہترین تلوار بن گئی اور یہ ان کے شہید ہونے تک ان کے پاس رہی، وہ ۱۴ھ میں ’’جسر ابی عبید‘‘ کے معرکے میں شہید ہوئے۔

۳۷:..... اسی سال غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ اس دن زخمی ہوگئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دستِ مبارک پھیرا، جس سے وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے، اس کی تفصیل اِن شاء اللہ آگے آتی ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شیخ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

شیخ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ: فلسطینی اتھارٹی کے سابق وزیر اعظم، غزہ اسلامی یونی ورسٹی کے چانسلر، بورڈ آف ٹرسٹیز کے سیکریٹری، فلسطینی مزاحمتی تنظیم کے سیاسی ونگ کے سربراہ، اسلامی مزاحمتی رہنماؤں میں سے ایک تھے، جو فلسطین کو صہیونی قبضے سے آزاد کرانے کی تگ ودو میں رہتے تھے، نیز شیخ احمد یاسین شہیدؒ کے دفتر کے سربراہ بھی رہ چکے ہیں۔ انہیں ۳۱ جولائی ۲۰۲۴ء کو ایران کے دارالخلافہ تہران میں اس وقت شہید کیا گیا جب وہ ایران کے صدر مسعود زشکیان کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لیے ایران آئے ہوئے تھے، کہا جاتا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے ان کی اقامت گاہ کو نشانہ بنایا گیا، جس میں وہ اپنے ایک محافظ سمیت شہید ہوگئے۔ انہیں بجا طور پر ''فلسطینی مزاحمت کی علامت'' اور ''شہید قدس'' کا لقب دیا گیا ہے۔

ہنیہؒ کا تعلق غزہ شہر کے ساحل پر واقع شاطی پناہ گزین کیمپ سے تھا، جہاں وہ ایک پناہ گزین خاندان میں ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اسماعیل ہنیہ نے فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے اونروا کے زیر انتظام اسکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اسماعیل ہنیہؒ نے غزہ شہر کی اسلامی یونیورسٹی میں عربی ادب کی تعلیم حاصل کی اور دورانِ طالب علمی اسلامی طلبہ تنظیم میں شامل ہوئے جو بعد میں حماس کی صورت میں سامنے آئی۔ 1987ء میں اسرائیلی قبضے کے خلاف پہلی انتفادہ (انقلاب) کے دوران ہنیہ فلسطینی نوجوانوں کے احتجاج میں شامل رہے اور اسی دوران حماس کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ نے ایک انٹرویو میں اپنے بارے میں یوں روشنی ڈالی ہے:

''میرے والد صوفیا میں سے تھے، وہ شیخ طریقت تھے، ان کے پاس مشائخ آتے تھے اور وہ ذکر کی مجالس قائم کرتے تھے۔ میں اسی ماحول میں پلا بڑھا، ہمارے گھر کے قریب ہی خانقاہ ہوا کرتی تھی، وہاں میرے والد صاحب مجالس قائم کرتے تھے، میں ان مجالس ذکر کو دیکھا کرتا تھا، ذکرِ نبی علیہ السلام کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں، تعزیتی مجلسیں ہوتی تھیں، ان میں تین دن تک قرآن کریم پڑھا جاتا تھا، میں بھی بعض مجالس میں قرآن کریم پڑھتا تھا، ذکرِ نبی علیہ السلام کی مجلسوں میں شریک ہوتا تھا، تعزیتی مجلسوں میں شریک ہوتا تھا، خاص طور پر اس وقت جب میں کچھ بڑا ہوگیا تھا، ستر کی دہائی کے آغاز میں۔ نیز میرے والد محترم مسجد کے مؤذن تھے، مسجد ہمارے گھر سے قریب تھی، وہ نمازِ فجر کی اذان کا اہتمام کرتے تھے، میری عمر تقریباً چھ سال تھی، وہ روزانہ مجھے جگاتے تھے، میں ان کے لیے چراغ لے کر جاتا تھا، کیونکہ اس وقت مسجد اور راستوں میں بجلی نہیں ہوتی تھی، میں جا کر مسجد کے دروازے کھولتا، وہ اذان دیتے پھر میں ان کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ میرے بننے میں، میرے افکار تشکیل پانے میں، میرے نفس کو دین اور شعائر اسلام کے قریب کرنے میں، حتیٰ کہ صوفیت کے قریب کرنے میں یہ پہلی تربیت تھی جو مجھ پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی۔''

اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کئی دفعہ اسرائیل کے توسط سے گرفتار ہوئے اور ۱۹۸۹ء میں تین سال تک انہیں قید خانے میں رکھا گیا۔ ۱۹۹۲ء میں انہیں حماس اور تحریکِ جہاد اسلامی فلسطین کے کئی سرگرم کارکنوں کے ساتھ ایک سال کے لیے لبنان کے جنوب میں مَرْج الزُّہور نامی جگہ پر جلاوطن کیا گیا۔ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ نے ۶ مئی ۲۰۱۷ء کو خالد مشعل کے بعد حماس کی سیاسی قیادت سنبھالی۔ اس سے پہلے وہ ۲۰۰۶ء میں فلسطین کے عام انتخابات میں کامیاب ہو کر فلسطینی اتھارٹی کے وزیر اعظم منتخب ہوئے، تاہم جون ۲۰۰۷ء میں فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے انہیں اس عہدے سے ہٹا دیا۔ ہنیہؒ کو امریکا نے ۲۰۱۸ء میں دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کیا۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں وہ قطر میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ اپنی جدو جہد اور سیاسی سرگرمیوں کے دوران مزاحمتی بلاک کے راہنماؤں کے ساتھ تعاون اور رابطے میں رہے۔

اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کے چند جملے:

”ہم تسلیم نہیں کریں گے، ہم تسلیم نہیں کریں گے، ہم اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔“

”خدائے واحد کے حکم سے قلعے نہ گریں گے، نہ قلعے ٹوٹیں گے اور نہ عہدوں کو ہم سے چھین لیا جائے گا۔“

حماس کے آغاز کی اکیسویں سالگرہ کے موقع پر اپنے خطاب میں انھوں نے کہا:

”تم گرے بش لیکن ہمارے قلعے نہ گرے، تم گرے بش لیکن ہماری تحریک نہ گری، تم گرے بش لیکن ہمارا مارچ نہ گرا۔“

”ہم وہ لوگ ہیں جو موت کو اسی طرح پسند کرتے ہیں جیسے ہمارے دشمن زندگی سے پیار کرتے ہیں۔“

اسماعیل ہنیہؒ کا قتل حماس کے لیے ایک بڑا نقصان ہے، لیکن اسرائیل کی جانب سے ماضی میں بھی حماس کے رہنماؤں کو قتل کیا جاتا رہا ہے، جس نے فلسطینی مزاحمت کو کمزور کرنے کے بجائے مزید مضبوط کیا ہے۔ اسماعیل ہنیہؒ کی زندگی فلسطینیوں کے حقوق اور آزادی کی جدوجہد کے لیے وقف تھی اور ان کا نام فلسطینی تحریک کے اہم رہنماؤں میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ۶ مئی ۲۰۱۷ء کو اسماعیل ہنیہؒ کو حماس کی شوریٰ نے سیاسی شعبے کا سربراہ منتخب کیا۔

اسماعیل ہنیہؒ نے سولہ سال کی عمر میں اپنی کزن امل ہانیہ سے شادی کی، اور ان کے ۱۳ بچے تھے، جن میں آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے آٹھ بیٹوں میں سے تین بیٹے اور چار پوتے، پوتیاں ۱۰ اپریل ۲۰۲۴ء کو غزہ کی پٹی پر عید کے دن ہونے والے ایک اسرائیلی فضائی حملے میں شہید ہوئے تھے۔ حماس سے منسلک میڈیا کے مطابق اسماعیل ہنیہؒ کے بیٹے ایک گاڑی میں سفر کر رہے تھے، جب غزہ کی پٹی میں الشاتی کیمپ کے قریب انھیں نشانہ بنایا گیا۔ اسماعیل ہنیہؒ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ: اس واقعے سے حماس کے مطالبات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

ان کی شہادت پر دنیا کے مختلف سیاسی اور مذہبی راہنماؤں اور تنظیموں کا ردِ عمل سامنے آیا اور مختلف اسلامی ممالک میں ان کے قتل کے خلاف مظاہرے کیے گئے۔ ان کی پہلی نمازِ جنازہ تہران میں ادا کی گئی، جس میں عورتوں بچوں سمیت کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دوسرے روز ان کا جسدِ خاکی قطر لے جایا گیا، جہاں مسجد محمد بن عبدالوہاب میں ان کی دوسری نمازِ جنازہ کے بعد انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر علمائے کرام محترم جناب اسماعیل ہنیہؒ کی شہادت کو جہادِ فلسطین کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ سمجھتے ہیں، غم کی اس گھڑی میں ان کے ورثا اور لواحقین سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی شہادت کی برکت سے ارضِ فلسطین کو آزادی نصیب فرمائے، قبلۂ اوّل کو صہیونیوں کے قبضے سے آزاد فرمائے، اور مجاہدینِ فلسطین کو کامیاب وکامران فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

قادیانیوں سے متعلق فیصلہ غیر اسلامی، عدالت ابہام دور کرے: کُل جماعتی کانفرنس کا مطالبہ

فیصلہ عالمی دباؤ کا نتیجہ، علماء کا موقف نظر انداز کیا گیا، خلاف آئین تبلیغ وتحریف کی اجازت نہیں دی جاسکتی

ججوں کے خلاف ریفرنس لانا ہوگا، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا محمد حنیف جالندھری، حافظ ناصر خاکوانی ودیگر کا خطاب

اسلام آباد...... جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو تحریف قرآن کی اجازت دے دی ہے جب عدالت قادیانیوں کو خلاف آئین تبلیغ وتحریف کی اجازت دے گی تو مسلمان خاموش نہیں رہیں گے۔

یہ بات انہوں نے سپریم کورٹ کے مبارک ثانی کیس میں دیے گئے فیصلے کے خلاف منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس سے خطاب میں کہی۔ قانون تحفظ ناموس رسالت پر آل پارٹیز کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳؍ اگست ۲۰۲۴ء منعقد ہوئی جس میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، جماعت اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ، مولانا محمد حنیف جالندھری سمیت علماء کرام کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

آل پارٹیز قانون تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے خطاب میں مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے کہا کہ قادیانیوں کے حوالے سے حکومت پاکستان پر دباؤ ہمیشہ سے رہتا ہے، جب حکومتیں اسلامیان پاکستان کے دباؤ کی وجہ سے کچھ نہیں کر پاتیں تو عدالتیں سامنے آجاتی ہیں، ایک عدالت کے جج نے اپنے فیصلے میں قادیانی مسلم لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اسی طرح دوسرے جج کے سامنے ایک قادیانی کا کیس سپریم کورٹ میں آیا، قادیانی کی ضمانت کا فیصلہ ہونا تھا سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے ضمانت کا فیصلہ لکھتے ہوئے قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دے دی، سپریم کورٹ کے فیصلے میں قادیانیوں کو تحریف قرآن کی اجازت دے دی، جب عدالت قادیانیوں کو خلاف آئین تبلیغ وتحریف کی اجازت دے گی تو مسلمان خاموش نہیں رہیں گے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ قادیانیوں کا مسئلہ آئین وقانون کے رو سے طے ہو چکا ہے، اس مسئلے کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ان لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاچکا ہے، عالمی قوتیں بھی ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ فیصلے میں ایسا مواد ڈال دیا جاتا ہے جس سے ان طاقتوں کو دوبارہ سر اٹھانے کا موقع ملتا ہے، فیصلے میں ایسی عبارت شامل کی گئی جس سے قادیانیوں کو لٹریچر شائع کرنے کا حق دیا گیا، قرآن کریم میں تحریف کرنے کا حق بھی دیا گیا ہے، ان کو بطور فرقہ حق دیا کہ اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں اگر ادارے اس حد تک جاتے ہیں تو امت مسلمہ کا موقف واضح ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ابتدائی طور پر آج علماء کرام کو دعوت دی گئی ہے، اس کے بعد سیاسی جماعتوں سے بھی بات کی جاسکتی ہے، پہلے علماء کرام کا ایک موقف پر آنا ضروری ہے، اگر ہمارا موقف کمزور ہوگا تو انہوں نے آگے بڑھنا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حافظ ناصر الدین خاکوانی نے کہا کہ مقننہ اور ادارے ختم نبوت کے معاملے کو سمجھیں، کسی نبی کا کسی نبی سے کوئی اختلاف نہیں تھا، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، مرزا قادیانی کذاب ہے اس کے ماننے والوں کو نتائج بھگتنا پڑیں گے، غیر ملکی دباؤ کی وجہ سے ہمارے اوپر دائرہ تنگ کیا جارہا ہے۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ شائع کی گئی تفسیر شریعت اور قانون کے خلاف ہے، سپریم کورٹ میں صرف ضمانت کا کیس تھا مگر سپریم کورٹ نے کچھ دفعات بھی ختم کردی ہیں اگر سپریم کورٹ مطالعہ کرتی تو یہ دفعات ختم نہ کرتی ان دفعات کو ختم کرنا سپریم کورٹ کا حق نہیں تھا، یہ فیصلہ ٹرائل کورٹ میں جانا تھا، سپریم کورٹ نے اس مجرم کو بری کر دیا اور کہا کہ یہ دفعات نہیں لگتیں۔ انہوں نے کہا کہ کئی اداروں نے سپریم کورٹ کے کہنے پر رائے دی مگر سپریم کورٹ کے فیصلے میں علماء کی رائے کا کوئی ذکر نہیں تھا، سپریم کورٹ کا دوسرا فیصلہ پہلے فیصلے سے زیادہ متنازع ہے، یہ فیصلہ غیر آئینی، غیر قانونی، غیر شرعی اور غیر

دانشمندانہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ عدالت اپنے فیصلے کی اصلاح کرے اور درست کرے، سپریم کورٹ علماء کے موقف کی روشنی میں فیصلے کو درست کرے، دوسرا راستہ یہ ہے کہ حکومت عدالت میں جائے کیوں کہ یہ ہمارے ایمان اور عقیدے کا مسئلہ ہے۔ تیسرا راستہ یہ ہے کہ حکومت ان ججز کے خلاف ریفرنس دائر کرے، اگر حکومت ریفرنس نہیں بھیجتی تو دینی جماعتوں کی جانب سے ریفرنس جانا چاہئے، عدالت نے پرائیویٹ جگہوں کو نجی خلوت کہا، جھوٹ پر مبنی پریس ریلیز جاری کی، یہ فیصلہ ان کا نہیں، یہ کسی نے لکھ کر ان کو دیا اس مجلس سے بھرپور مظاہرے کا اعلان ہونا چاہئے۔

راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ نے فیصلے پر قانونی بریفنگ میں کہا کہ سپریم کورٹ کے تین فیصلوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دے دی گئی ہے، سپریم کورٹ میں قادیانیوں کو وہ کچھ دے دیا گیا ہے جو مانگا بھی نہیں گیا، مبارک ثانی کیس میں قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظہیر الدین کیس میں قادیانیوں کو جعل سازی سے مسلمان ظاہر کرنے سے روکا گیا ہے مگر مبارک ثانی کے موجودہ کیس میں قادیانیوں کو جعل سازی کے ذریعے مسلمان ظاہر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے، آئین نے قادیانیوں کو اقلیت تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے گروہ کہا ہے، اگر گستاخوں کو اکٹھے ہو کر مذہب بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو ایک گروہ کو مذہب یا اقلیت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے مطالبہ کیا کہ آئین کی خلاف ورزی کرنے پر تینوں ججوں کے خلاف ریفرنس دائر ہونا چاہیے، سپریم کورٹ کو بھٹو کیس کی طرح اس کیس پر ریفرنس پر فیصلہ کرنا چاہیے۔

آل پارٹیز کانفرنس کا اعلامیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا یہ نمائندہ دینی وقومی اجتماع وطنِ عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کو درپیش سیاسی، انتظامی، معاشی، دینی، تہذیبی مسائل و مشکلات پر شدید اضطراب اور بے چینی کا اظہار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ قومی معاملات میں مسلسل بیرونی دخل اندازی اور دستورِ شریعت کے ناگزیر تقاضوں سے صرفِ نظر کا یہ منطقی نتیجہ ہے جو موجودہ قومی خلفشار اور مختلف النوع بحرانوں کی صورت میں پاکستانی قوم کے لئے وبالِ جان بنتا جارہا ہے، جبکہ آج بھی اس دلدل سے نکلنے کا واحد راستہ بیرونی مداخلت سے آزادی اور خودمختاری کی بحالی اور دستور شریعت کی بالادستی میں ہے، قوم کے تمام طبقات سیاسی و دینی حلقوں اور تمام ریاستی اداروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور یہ نمائندہ قومی و دینی اجتماع ان قومی مقاصد کے حصول کے لئے عزم نو اور ہمہ گیر قومی جدوجہد کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتا ہے۔

بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی وتہذیبی شناخت کا تحفظ اور دستور کے مطابق ملی مسائل مثلاً دستور کی اسلامی دفعات کی عملداری، عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس سالت کی پاسداری اور شرعی قوانین وروایات کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے تمام دینی وسیاسی حلقوں، قومی طبقات اور ریاستی اداروں کا کردار ضروری ہے، اس معاملہ میں اداروں اور طاقتوں کی طرف سے پاکستان کے دستور و قانون کے بارے میں یکطرفہ موقف کا بار بار اظہار اور اس کے لئے سیاسی، معاشی اور بیرونی دباؤ پاکستانی قوم کے عقیدہ، ایمان اور حمیت اور اہمیت وغیرہ کو چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے اور قومی اداروں کا اس دباؤ سے مرعوب ہو کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت اور شرعی قوانین اور تہذیبی روایات کے بارے میں اپنے فیصلوں میں ابہام پیدا کرنا قومی تقاضوں کے یکسر منافی ہے، جس کا پوری قوم کو متحد ہو کر سامنا کرنا ہوگا، اس کی تازہ ترین مثال قادیانی مبارک احمد ثانی کیس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے، جس میں آئین، قانون، شریعت، ملی تقاضوں اور قومی جذبات و احساسات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے شہری حقوق کے نام سے قادیانیوں کے لئے سہولت کاری کا ماحول پیدا کیا گیا ہے، حالانکہ قادیانیوں نے دستور و قانون کے فیصلوں کو تسلیم کرنے سے مسلسل انکار کر رکھا ہے، بجائے خود دستور کی رٹ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے اور اس کا نوٹس لینا اعلیٰ عدالتوں کی بہرحال ذمہ داری ہے، چنانچہ یہ اجتماع عدالت عظمیٰ کے مذکورہ فیصلے کو غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر شرعی قرار دیتے ہوئے مسترد کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس فیصلہ کو ازسرنو نظر ثانی کر کے دینی اور قومی تقاضوں اور دستور و قانون کے فیصلوں پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے اور قادیانیوں کو دستور و قانون کا پابند بنانے کے لئے تمام ضروری اقدامات کا اہتمام کیا جائے، یہ اجتماع تمام دینی و سیاسی جماعتوں، ارکان پارلیمنٹ اور ریاستی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت و تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے پیدا کئے جانے والے

ابہامات اور کنفیوژن کا فوری نوٹس لے کر ملک کی اسلامی شناخت اور مسلم امت کے عقیدہ کی پاسداری میں اپنا کردار ادا کریں۔

آل پارٹیز کانفرنس کا متفقہ اعلان ہے کہ:

* .... چیف جسٹس آف پاکستان اس امر کو تسلیم کریں کہ قادیانی مبارک احمد ثانی کیس میں اس کے فروری اور جولائی ۲۰۲۴ء کے فیصلے متنازع ہیں، اس فیصلے کو قرآن وسنت اور آئین کے مطابق کرنے کے لئے چیف جسٹس آئین کے مطابق از خود انتظام کریں اور فیصلہ درست کریں۔

* .... امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور تمام اسلامی قوانین کی حفاظت کے لئے ہر قدم اٹھایا جائے گا اور اسلامی قوانین اور شعائر اسلام کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی۔

* .... ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء آئین پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی آئینی ترمیم کے پچاس سال مکمل ہونے پر ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء لاہور مینار پاکستان پر ختم نبوت کانفرنس ملت اسلامیہ پاکستان کی متفقہ ومشترکہ تاریخ ساز کانفرنس ہوگی۔

* .... غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر شرعی اور اپنے حلف کے برعکس متنازع فیصلہ کرنے والے ججوں کے خلاف حکومت پاکستان فوری طور پر سپریم جوڈیشنل کونسل کو ریفرنس بھیجے۔ نیز آل پارٹیز کانفرنس کی جانب سے بھی ان ججوں کے خلاف ریفرنس دائر کیا جائے گا۔

* .... آل پارٹیز کانفرنس پارلیمانی کمیٹی کو مشترکہ موقف سے آگاہ کررہی ہے۔

☆☆ .... ☆☆

شیخ الحدیث مولانا محمد انور بدخشانی انتقال فرما گئے: اناللہ وانا الیہ راجعون

عظیم وقدیم دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث مولانا محمد انور بدخشانی تقریباً بانوے برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس العربیہ مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق مولانا مرحوم بلند پایہ محقق ومصنف، مفسر قرآن وشیخ الحدیث تھے۔ آپ کی پیدائش 1932ء میں افغانستان کے صوبہ بدخشان کے شہر وردوج کے قریب زردیو کے علاقہ میں ہوئی، آپ کے والد مرحوم مرزا محمد ایک نیک سیرت تھے۔......... مولانا محمد انور بدخشانی مرحوم نے 12 برس کی عمر میں قرآن کی تعلیم کا آغاز کیا، 15 برس کی عمر میں اپنے مرحوم چچا مولانا محمد شریف کی نگرانی میں فارسی اور اپنی ابتدائی دینی تعلیم کا مرحلہ مکمل کیا۔ اس کے بعد افغانستان کے علاقہ تخار میں چھ سال تک درس نظامی کے دیگر علوم وفنون کی تعلیم مکمل کی۔ 1970ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے درس نظامی کی تکمیل کی اور معروف دینی درسگاہ جامعہ فاروقیہ کراچی میں دو سال تدریسی خدمات سے عملی زندگی کا آغاز کیا، جہاں حدیث، اصول حدیث سمیت دیگر فنون کی کتب آپ کے زیر درس رہیں۔ 1972ء جامعہ علوم اسلامیہ میں تدریس کا آغاز کیا اور باون سال تک مختلف علوم وفنون کی تدریس کی۔ گزشتہ کئی سالوں سے حدیث کے استاذ تھے، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی وفات کے بعد شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ گزشتہ چند برسوں سے مختلف امراض میں مبتلاء ہونے کے باوجود درس حدیث کا معمول تھا، ایک روز قبل دل کی تکلیف کی وجہ سے اسپتال میں انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا اور گزشتہ شب تقریباً بانوے برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بعد نماز ظہر شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے نماز جنازہ پڑھائی، جس میں مولانا سید سلیمان بنوری، مولانا احمد یوسف بنوری، مولانا محمد عمر انور، مولانا شمس الرحمٰن عباسی، مولانا عبدالرزاق زاہد، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا قاری مفتاح اللہ، مولانا عبدالستار، مولانا اورنگزیب فاروقی، مفتی زبیر اشرف عثمانی، ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی، مفتی نعمان نعیم، مولانا انور شاہ، قاری محمد عثمان، مفتی خالد محمود، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالرؤف غزنوی، مولانا تاج محمد حنفی، مولانا یوسف افشانی، مولانا محمد عمر مکی، مولانا راحت علی ہاشمی، مفتی انس عادل، مولانا محمد زیب، قاری ضیاء الحق، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، مولانا قاسم عبداللہ وسینکڑوں علماء اور ہزاروں طلباء سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی۔ بعد ازاں عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ مولانا انور بدخشانی مرحوم کی پہلی شادی محدث کبیر علامہ سید محمد یوسف بنوری کی بیٹی سے ہوئی جن سے ایک بیٹی تھی جن کا انتقال کم عمری میں ہو گیا تھا۔ 1975ء میں آپ کی پہلی اہلیہ کا انتقال ہوا، اس کے بعد مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی نواسی اور مولانا نور احمد نورؒ کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی، آپ کے دو بڑے فرزند مفتی انس انور اور مولانا عمر انور بدخشانی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں استاد ہیں، دونوں تدریس وشعبہ تحقیق وافتاء سے بھی منسلک ہیں۔ جبکہ سب سے چھوٹے فرزند احمد انور زیر تعلیم ہیں۔ سوگواران میں ایک بیوہ چھ بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ مولانا محمد انور بدخشانی کی رحلت پر قائدین وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا انوار الحق، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبیداللہ خالد، مولانا سعید یوسف، صوبائی نظماء مولانا حسین احمد، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا صلاح الدین ایوبی سمیت دیگر منتظمین نے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے علمی حلقوں کے لئے بڑا سانحہ قرار دیا، قائدین نے اہل خانہ سے مسنون تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے تمام متعلقین سے بھی افسوس کا اظہار کیا۔ (روزنامہ ایکسپریس نیوز کراچی، ۱۴/اگست ۲۰۲۴ء)

۷ ستمبر..... مینارِ پاکستان لاہور میں بسلسلہ یوم الفتح، گولڈن جوبلی

فقیدالمثال، عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

منعقد کی جارہی ہے جس کے تمام انتظام مکمل

ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانی اور لاہوری گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں ۷ ستمبر کو گولڈن جوبلی، یوم الفتح منانے کا اعلان کیا گیا اور طے ہوا کہ یادگارِ پاکستان کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ۷ ستمبر کو عصر سے لے کر رات گئے تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے، اس سلسلہ میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، میاں رضوان نفیس، ڈاکٹر عبدالواحد قریشی پر مشتمل رابطہ کمیٹی مقرر کی گئی۔ مرکزی رابطہ کمیٹی نے لاہور کے علاوہ قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ، حافظ آباد، فیصل آباد، جھنگ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نارووال، اٹک، منڈی بہاؤالدین، خوشاب، سرگودھا سمیت پنجاب کے تمام اضلاع کے دورے کئے اور ضلعی رابطہ کمیٹیاں مقرر کی گئیں اور ضلعی رابطہ کمیٹیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ تحصیل، قصبات، چھوٹے شہروں میں دورے کر کے مقامی رابطہ کمیٹیاں مقرر کریں۔ چنانچہ انہوں نے چھوٹے شہروں اور قصبات میں دورے کئے اور رابطہ کمیٹیاں مقرر کیں۔ ہزاروں اشتہارات، پینافلیکس، اسٹیکرز چھاپ کر پورے پنجاب میں لگائے گئے اور ہزاروں دعوت نامے بھی تقسیم کئے گئے۔ خیبر پختونخواہ میں مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کی قیادت میں علمائے کرام نے اپنے اپنے اضلاع اور شہروں میں دورے کئے۔

ملتان، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یارخان، لیہ، بھکر اور جنوبی اضلاع میں مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد سلمان اور دوسرے مبلغین نے جنوبی پنجاب کے چھوٹے بڑے شہروں کے دورے کئے۔ علمائے کرام نے کنونشن منعقد کئے۔ کانفرنسیں، سیمینارز اور اجتماعات منعقد کئے۔

سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلہ کے خلاف ملتان، بہاولپور اور لودھراں میں بڑے بڑے مظاہرے ہوئے جن میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور قادیانیوں کو چاردیواری میں خلاف قانون پروگرام منعقد کرنے کی اجازت کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ فیصلہ کو مسترد کرنے کے اعلانات ہوئے۔

کراچی سمیت سندھ کے تمام بڑے چھوٹے شہروں میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد ابرار شریف، مولانا مختار احمد، مولانا محمد حنیف سیال، مولانا ظفراللہ سندھی، مولانا محمد فاروق سمیجو، مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا تجمل حسین سمیت مبلغین ختم نبوت اور مجاہدین ختم نبوت کی سرکردگی میں کنونشن اور مظاہرے ہوئے۔

بلوچستان میں مولانا قاری عبداللہ منیر، مولانا محمد اویس، مولانا عنایت اللہ، قاری عبدالرحیم رحیمی اور مفتی محمد احمد کی مساعی جمیلہ سے بڑے بڑے اجتماعات اور کنونشن منعقد ہوئے۔ جس میں ۷ ستمبر کی گولڈن جوبلی کانفرنس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور قافلے مرتب کئے گئے۔ راولپنڈی ڈویژن، چکوال، جہلم اور اسلام آباد میں علمائے کرام کے کنونشن منعقد ہوئے۔ جس میں لاہور کانفرنس میں شرکت کے پروگرام مرتب کئے گئے۔ نیز چیف جسٹس متنازعہ فیصلہ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

غرضیکہ آزاد کشمیر سمیت پورے ملک میں تحریک کی فضاء پیدا ہورہی ہے۔ گولڈن جوبلی پروگرام کے تمام تر انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں انشاءاللہ جید علمائے کرام، مشائخ عظام، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ تمام اہل وطن اور عاشقانِ مصطفیٰ سے اپیل ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی دلی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کانفرنس میں بھرپور شرکت فرمائیں۔ اللہ رب العزت بروز محشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

مولانا منظور احمد الحسینیؒ

اسلام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ جس بنیادی عقیدے پر ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو اس منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

یہ عقیدہ اسلام کی جان ہے، ساری شریعت اور سارے دین کا مدار اسی عقیدے پر ہے۔ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس عقیدہ پر گواہ ہیں۔ تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور چودہ صدیوں کے مفسرینؒ، محدثینؒ، فقہاءؒ، متکلمینؒ، علماءؒ اور صوفیاؒ کا اس پر اجماع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔“

(الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:......”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔“

تمام مفسرینؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ ”خاتم النبیین“ کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”آخری نبی“ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

☆......”میں آیا پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی)

☆......”مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔“ (مسلم)

☆......”رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“ (ترمذی، مسند احمد)

☆......”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“ (ابن ماجہ)

☆......”میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔“ (کنز العمال)

ان ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس امر کی تصریح فرمائی گئی ہے کہ آپ آخری نبی و رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس عہدے پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، ان میں سے ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی اور گزشتہ انبیاء علیہم

دوسروں کی عیب جوئی سے پرہیز کریں

ایک مصری عالم کا کہنا تھا کہ مجھے زندگی میں کسی نے لاجواب نہیں کیا سوائے ایک عورت کے جس کے ہاتھ میں ایک تھال تھا جو ایک کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا، میں نے اس سے پوچھا: تھال میں کیا چیز ہے؟ وہ بولی: اگر یہ بتانا ہوتا تو پھر ڈھانپنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس اس نے مجھے شرمندہ کرڈالا یہ ایک دن کا حکیمانہ قول نہیں بلکہ ساری زندگی کی دانائی کی بات ہے۔ کوئی بھی چیز چھپی ہو تو اس کے انکشاف کی کوشش نہ کرو، کسی بھی شخص کا دوسرا چہرہ تلاش کرنے کی کوشش نہ کریں، خواہ آپ کو یقین ہو کہ وہ برا ہے یہی کافی ہے کہ اس نے تمہارا احترام کیا اور اپنا بہتر چہرہ تمہارے سامنے پیش کیا، بس اسی پر اکتفا کرو، ہم میں سے ہر کسی کا ایک برا رخ ہوتا ہے جس کو ہم خود اپنے آپ سے بھی چھپاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہماری پردہ پوشی فرمائے ورنہ جتنے ہم گناہ کرتے ہیں، اگر ہمیں ایک دوسرے کا پتہ چل جائے تو ہم ایک دوسرے کو دفن بھی نہ کریں، جتنے گناہ ہم کرتے ہیں اس سے ہزار گنا زیادہ کریم رب ان پر پردے فرماتا ہے کوشش کریں کہ کسی کا عیب اگر معلوم بھی ہو تب بھی آگے بات نہ کریں تاکہ کہیں آپ کی وجہ سے اسے شرمندگی ہوئی تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھ لے گا کہ جب میں اپنے بندے کی پردہ پوشی کرتا ہوں تو تم نے کیوں پردہ فاش کیا؟ (مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

السلام کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق کی مگر کسی نئے آنے والے نبی کی بشارت نہیں دی بلکہ فرمایا:

☆...... ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال، کذاب پیدا نہ ہوں‘ جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔‘‘ (بخاری و مسلم)

☆...... ’’قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں‘ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں‘ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں‘ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ (ابوداؤد‘ ترمذی)

ان دو ارشادات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مدعیان نبوت کے لئے ’’دجال و کذاب‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا‘ جس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ زبردست دھوکے باز اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے‘ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسائیں گے لہٰذا امت کو خبردار کردیا گیا کہ وہ ایسے عیار و مکار مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والوں سے دور رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشنگوئی کے مطابق چودہ سو سالہ دور میں ایسے کذاب و دجال مدعیان نبوت کھڑے ہوئے جن کا حشر اسلام کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اسود عنسی نے کافی قوت پکڑ لی اور اس کا فتنہ یمن میں پھیل گیا۔ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ (جو یمن میں رہتے تھے) کو ایک خط ارسال فرمایا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرو اور اسود عنسی کا خاتمہ کردو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت فیروز دیلمیؓ نے موقع پاکر اسود عنسی کو تہہ تیغ کرکے اس کے فتنے کو ختم کردیا‘ جس رات اسود عنسی مارا گیا‘ اس کے اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ان الفاظ میں خوشخبری سنائی:

’’قتل الاسود العنسی البارحہ قتلہ رجل مبارک من اھل بیت مبارکین‘ فقیل لہ من یا رسول اللہ فقال فیروز‘ فاز فیروز۔‘‘

ترجمہ: ’’گزشتہ رات اسود عنسی قتل کردیا گیا‘ اس کو مبارک گھر والوں میں سے ایک مبارک شخص نے قتل کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ کام کس نے انجام دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فیروز نے‘ فیروز کامیاب ہوگیا۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب کا فتنہ بھی زور پکڑ چکا تھا‘ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

یمامہ کے میدان میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسیلمہ کذاب کے لشکر کے درمیان ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی‘ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سمیت اس کے اٹھائیس ہزار ماننے والوں کو تہہ تیغ کیا‘ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد مرتدین کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس سالہ مدنی دور میں جو جہاد ہوئے ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کل تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں مرتدین کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد ۱۲۰۰ ہے‘ جس میں سے ستر بدری اور ۷۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن کے قاری اور حفاظ تھے‘ جن میں مسجد قبا کے امام‘ چار بڑے قاریوں میں سے ایک بڑے قاری حضرت سالم مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ‘ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی زیدؓ بن خطاب‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ثابت بن قیس بن شماس انصاری‘ مشہور صحابہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم‘ اسوۂ صدیقی رضی اللہ عنہ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے سامنے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ نامی معاہدہ کیا۔ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہودیوں سے میثاق مدینہ ہوا۔ عیسائیوں کا مشہور وفد‘ وفد نجران مسجد نبوی میں آکر ٹھہرا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی سے اور حضرت صدیق اکبرؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے کوئی صلح نہیں کی اور کسی قسم کی نرمی نہیں برتی اور نہ ہی کوئی وفد انہیں سمجھانے یا تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا۔

اسی پر بس نہیں‘ بلکہ مسیلمہ کذاب کے بعد

جس بدبخت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا' اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ مشہور عالم محقق بزرگ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الشفاء'' میں لکھتے ہیں:

''خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا اور بہت سے خلفاء اور سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا اور جو شخص مدعی نبوت کے کفر میں اس اجماع کا مخالف ہو وہ خود کافر ہے۔''

(الشفاء ص:۲۵۷ جلد ۲)

انیسویں صدی کے اوائل میں مغربی استعمار اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اپنی سرپرستی میں بہت سی باطل تحریکوں کی بنیاد رکھی' جن میں سے ایک تحریک ''قادیانیت'' ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس نے اسلام کا صحیح راستہ چھوڑ کر ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی شان میں ہرزہ سرائی کا بھیانک مظاہرہ کیا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی' اپنے آپ کو بعینہٖ محمد رسول اللہ کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان' نام ومنصب اور مرتبہ سب پر غاصبانہ قبضہ کرلیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی توہین وتحقیر کی' وحی نبوت کا دعویٰ کیا' قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا' اپنی جعلی وحی کا نام قرآنی نام پر ''تذکرہ'' رکھا' اپنی خود ساختہ وحی کو قرآن کی طرح ہر خطا سے پاک سمجھا' قرآن پاک میں لفظی اور معنی تحریفات کیں اور اسلام کو نعوذ باللہ مردہ اور لعنتی قرار دیا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بازاری زبان استعمال کی اور ان پر طعن وتشنیع کے نشتر چلائے۔

مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والے مرتدوں کی جماعت کو ''صحابہ رسول'' کے نام سے پکارا' اپنی بیوی کو ''ام المومنین'' کے نام سے تعبیر کیا' اپنے گھر والوں کو ''اہل بیت'' کا نام دیا' اصحاب الصفہ کے مقابلہ میں ''اصحاب الصفہ'' رسول مدنی کے مقابلے میں ''رسول قدنی'' گنبد خضراء کے مقابلے میں گنبد بیضاء' روضہ اطہر کے مقابلے میں روضہ مطہر' تین سو تیرہ بدری صحابہ کے مقابلے میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی' جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔

مرزا قادیانی نے اپنی ''جنم بھومی' قادیان کو مکہ اور مدینہ سے افضل اور قادیان آنے کو ''ظلی حج'' قرار دیا' جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ تیار کرایا' احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بگاڑا' اقوال صحابہؓ و بزرگانؒ کو مسخ کیا' اولیائے امت اور علمائے کرام کو مغلظات سنائیں' اپنے نہ ماننے والوں کو کافر' جہنمی' عیسائی' یہودی اور مشرک قرار دیا۔ مسلمانوں کو جنگلوں کے سور اور رنڈیوں کی اولاد کہا' تمام مسلمانوں سے معاشرتی مقاطعہ کا اعلان کیا' شادی بیاہ سے لے کر جنازہ' کفن' دفن اور تمام معاملات میں بائیکاٹ کی تعلیم دی۔ اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:...... ''آواہن خدا تیرے اندر اتر آیا۔'' (تذکرہ)

۲:...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء)

۳:...... ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو' اس سے بہتر غلام احمد ہے۔'' (دافع البلاء)

۴:...... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو' اب نئی خلافت لو' ایک زندہ علی تم میں موجود ہے' اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص:۱۲۲)

۵:...... ''کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم''

(نزول المسیح ص:۹۹)

ترجمہ:...... ''ہر وقت میں کربلا کی سیر کرتا ہوں اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔''

۶:...... ''مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا' ایک کھاؤ پیؤ' نہ زاہد' نہ عابد' نہ حق کا پرستار' متکبر' خود بین' خدائی کا دعویٰ والا۔''

(مکتوبات احمدیہ' ج:۳' ص:۲۱ تا ۲۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر اس کا خاتمہ ہوا' یہی تھا کہ وہ ''نبی'' ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے آخری خط میں' جو ٹھیک اس کے انتقال کے دن شائع ہوا' واضح الفاظ میں لکھا:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا' اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں' میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(اخبار عام ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء مجموعہ اشتہارات جلد سوم مباحثہ راولپنڈی ص:۱۳۶)

یہ خط ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام لاہور میں شائع ہوا' اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک سو سال

پہلے ۱۸۸۹ء میں اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۰۸ء میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی جماعت میں کوئی اختلاف نہ تھا‘ دونوں گروپوں کے لوگ مرزا غلام احمد کو نبی‘ رسول‘ مسیح موعود‘ مہدی معہود اور نجات دہندہ مانتے تھے۔

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس جماعت کا پہلا سربراہ حکیم نورالدین بنا‘ جس کا انتقال ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ اس وقت تک بھی قادیانیوں کی جماعتِ قادیان اور جماعتِ لاہور کوئی الگ الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس چھ سالہ عرصے میں بھی محمد علی لاہوری‘ خواجہ کمال الدین‘ صدرالدین اور لاہوری پارٹی کے تمام افراد مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول کہتے اور مانتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں محمد علی لاہوری اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے اخبار ’’پیغام صلح‘‘ میں حلفیہ بیان شائع ہوا‘ جس میں انہوں نے لکھا:

’’ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو اس زمانہ کا نبی‘ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔‘‘

(پیغام صلح ۱۶/ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد اقتدار و اختیارات کے حصول کا جھگڑا ہوا کہ اب سربراہ کون بنے گا؟ محمد علی لاہوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسے سربراہ ماننے سے انکار کر دیا اور قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ لاہور آ کر لاہوری گروپ نے عام مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو مجدد اور مسیح موعود کہنے کا ڈھونگ رچایا‘ مگر جس شخص نے خود اپنی زندگی میں نبوت ملنے اور وحی آنے کا دعویٰ کیا ہو‘ ایسے شخص کو مجدد تو کیا ایک مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے‘ وہ صرف کافر و دجال اور کذاب ہی ہو سکتا ہے اور اس کے تمام پیروکار‘ چاہے وہ اپنا کوئی سا نام رکھیں‘ اسی زمرہ کفار میں شامل ہوں گے۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی مدعی‘ نبوت کا دعویٰ کرے گا تو لامحالہ فوراً کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے اور یہ اختلاف فروعی اختلاف نہ ہوگا‘ بلکہ بنیادی اور اصولی ہوگا۔ جب مرزا قادیانی کی کتابیں دعویٰ نبوت و رسالت سے بھری پڑی ہیں اور نام نہاد خود ساختہ الہامات سے پُر ہیں جن کو وہ ’’وحی‘‘ کہتا ہے‘ اب یہ سوال نہیں کہ لاہوری‘ مرزائی‘ مرزا غلام احمد کو کیا مانتے ہیں یا کیا سمجھتے ہیں؟ بلکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ مدعی اپنے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کیونکہ مدعی کا قول سب سے مضبوط دلیل ہوتی ہے:

’’مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری‘‘

مثلاً اگر ایک شخص ڈاکٹر ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں اور فلاں میڈیکل کالج سے میں نے ایم بی بی ایس کیا ہے۔ دوسرا اس سے کہے کہ آپ ڈاکٹر نہیں ہیں‘ بلکہ انجینئر ہیں‘ تو ظاہر ہے کہ بات مدعی کی مانی جائے گی اور اس کو ڈاکٹر ہی سمجھا جائے گا۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا مدعی نبوت ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اسے مجدد‘ مصلح‘ عالم یا عام مسلمان ماننا کھلا ہوا کفر اور زندقہ ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی شخص ابوجہل کے بارے میں کہے کہ وہ مسلمان تھا۔ (نعوذ باللہ)

پوری دنیا کے علماء اور مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے دونوں گروپ جو اپنے آپ کو ’’احمدی‘‘ کہتے ہیں (احمدی لاہوری اور احمدی قادیانی گروپ) کافر‘ زندیق‘ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں‘ وہ ہرگز ہرگز اسلامی برادری کے فرد نہیں‘ بلکہ ہمارے نزدیک لاہوری گروپ قادیانی گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ ’’مجدد‘ مجدد‘‘ کا ڈھونگ رچا کر عام مسلمانوں کے لئے زیادہ دھوکے کا باعث بن رہا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان دونوں گروپ کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور صدرالدین لاہوری کو اسمبلی میں بلایا۔ ان دونوں نے وہاں اپنے دلائل دیئے‘ علمائے اسلام کی طرف سے جواب دعویٰ داخل کیا گیا‘ پھر قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدرالدین پر دو دن تک جرح ہوتی رہی مگر وہ دونوں مسلمانوں کی کسی دلیل کا جواب نہ دے سکے‘ لہٰذا ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو علم و دلائل کی روشنی میں دونوں گروپوں کو بالاتفاق غیر مسلم قرار دیا گیا۔

ایک اہم مسئلہ جس کی جانب میں آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں‘ وہ ان دونوں گروپوں کے ساتھ معاشرتی و مذہبی میل جول ہے‘ جو شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے قطعاً ناجائز ہے۔ میں اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد دلیل کے طور پر پیش کروں گا جو اپریل ۱۹۷۴ء کے ایک بڑے اجتماع میں مکہ مکرمہ میں منظور ہوئی‘ جس میں اسلامی ممالک اور ۱۴۴ مسلم آبادیوں کی تنظیموں کے نمائندے شامل تھے‘ جس کی تیسری شق یہ ہے:

’’مرزائیوں (دونوں گروپ) سے مکمل عدم تعاون‘ اقتصادی‘ معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔‘‘

اس شق کے پیش نظر تمام دنیا کے وہ مسلمان جو ان دونوں گروپوں کی ضرر رسانی اور ان کے کفر و زندقہ کا بخوبی علم رکھتے ہیں اور وہ اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں گروپوں کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف خرچ ہوتا ہے‘ انہوں نے ان دونوں گروپوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں ہے کہ ان کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور جو لوگ یہ نہیں جانتے انہیں خبردار کیا جارہا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان جہاں کہیں بھی رہتے ہیں ان دونوں گروپوں سے مکمل بائیکاٹ کریں‘ ان کے ساتھ میل جول‘ اٹھنا‘ بیٹھنا‘ خرید و فروخت‘ ان کی دعوت میں شریک ہونا یا ان کو دعوت پر مدعو کرنا بند کردیں۔ اگر وہ مرجائیں تو ان کے کفن‘ دفن‘ جنازے میں شریک نہ ہوں اور ان کے مردوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

جب کہ میں پہلے بتلاچکا ہوں کہ اسلام‘ عیسائی اور یہودی وغیرہ اور دیگر غیر مسلموں کو برداشت کرتا ہے سوائے موالات (قلبی دوستی) کے‘ مواسات (ہمدردی‘ نفع رسانی)‘ مدارات (ظاہری خوش اخلاقی)‘ سماجی تعلقات اور معاملات کی اجازت دیتا ہے۔ عیسائی کافر ہیں مگر ان کا نبی سچا تھا۔ یہودی خود غلط ہیں مگر جن کو وہ نبی مانتے ہیں وہ صادق تھے۔ سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں سے تعلقات ہوسکتے ہیں مگر کذاب و دجال کے پیروکاروں‘ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر کو اسلام کا لبادہ پہنا کر دھوکہ دینے والوں سے تعلقات نہیں رکھے جاسکتے‘ اسلام کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں سے محبت کی جائے اور گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور گستاخان اسلام سے نفرت کی جائے۔

آپ حضرات سے آخری گزارش یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مرزائی (قادیانی یا لاہوری گروپ) کو ہدایت دیدیں اور وہ مسلمان ہونا چاہے تو اس کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے اپنی علیحدگی اور برأت کا کھلم کھلا اظہار کرے۔ عام مجمع میں ثقہ گواہوں کے سامنے حلفیہ اقرار نامہ لکھے اور منہ سے کہتا جائے کہ میں فلاں بن فلاں سکنہ فلاں مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال‘ کذاب‘ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کو نبی‘ رسول‘ مسیح موعود‘ مہدی معہود‘ مجدد‘ مصلح‘ عالم یا مسلمان نہیں مانتا اور اسی طرح اس کے ماننے والے گروہوں کو خواہ وہ مرزائی قادیانی ہوں یا مرزائی لاہوری (جو اپنے آپ کو احمدی قادیانی اور احمدی لاہوری کہتے ہیں) انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ آج سے میرا تعلق ان سے ختم ہے اور آئندہ میں ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ میرا مرزائی لاہوری یا قادیانی گروہ (جو اپنے کو احمدی قادیانی‘ احمدی لاہوری کہتے ہیں) سے جو تعلق تھا‘ اس پر میں سب لوگوں اور ان گواہوں کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ اسلام نامہ و توبہ نامہ ہر بالغ مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔

☆☆.......................☆☆

ختم نبوت سہ روزہ کورسز، گوادر

گوادر (مولانا عبدالغنی) الحمدللہ! جون، جولائی میں گوادر شہر کی ۱۶ مساجد میں ختم نبوت کے سہ روزہ کورسز ہوئے جس میں جامع مسجد توحیدی، جامع مسجد فیضی، جامع مسجد حضرت علی گوتری محلہ، جامع مسجد سلمان فارسی، جامع مسجد بی بی آمنہ، جامع مسجد بسم اللہ، جامع مسجد عثمانیہ، جامع مسجد الفلاح، جامع مسجد روشن، جامع مسجد امیر حمزہ، جامع مسجد مدنی، جامع مسجد نعیم، جامع مسجد سبحان اللہ، جامع مسجد قبا، جامع مسجد نورانی، جامع مسجد زہرا شامل ہیں الحمدللہ! ان مساجد میں ختم نبوت کے سہ روزہ کورسز ہوئے اور کورس کے اختتام پر لٹریچر تقسیم کیا گیا، اس کے علاوہ گوادر کے مضافات پلیری کلدان تا ایران باڈر، سربندن چپ ریکانی ڈگارونگور سربندن مونڈی کھڈان دشت مکسر چپ کلمتی میں بھی الحمدللہ! علماء کرام کے تعاون سے عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا گیا۔ کورسز پڑھانے والے علماء کرام میں مفتی عبداللطیف مدظلہ، مفتی تیمور، مولانا شعیب، مولانا تنویر، مولانا سلمان، مولانا مجیب الرحمٰن، مولانا شاہ جہاں، مولانا عمیر، مولانا زاہد، مفتی یاسین اور راقم الحروف (عبدالغنی) شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کی محنت اور خدمات کو اپنے بارگاہ عالی میں قبول فرمائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائیں، آمین ثم آمین، یارب العالمین۔

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زُہد

قسط:۲

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیٹ بھر کر کھانے کا معمول نہیں تھا، جس سے ڈکاریں آیا کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دُنیا میں پیٹ بھر کر کھانا قیامت کے دن کی بھوک کا سبب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس اُمت میں سب سے پہلی ''بدعت'' جو جاری ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی تھی۔

صحابہ کرامؓ کا عام لباس:

''حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْـنِ أَبِيْ مُوسٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيْحَنَا رِيْحُ الضَّأْنِ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ كَانَ ثِيَابَهُمُ الصُّوفُ فَإِذَا أَصَابَهُمُ الْمَطَرُ يَجِيْئُ مِنْ ثِيَابِهِمْ رِيْحُ الضَّأْنِ۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

ترجمہ:.... ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے ابوبردہؓ سے فرمایا: بیٹا! کبھی تم ہماری اس حالت کو دیکھتے جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمیں بارش پہنچتی تھی تو تم گمان کرتے کہ ہم سے بھیڑوں کی بو آرہی ہے۔''

تشریح:.... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عموماً صوف کا ہوتا تھا، کبھی بارش ہوتی یا پسینے سے کپڑے بھیگ جاتے تو کپڑوں سے بھیڑوں کی سی بو آنے لگتی۔ اُوپر کی حدیث پاک سے کھانے کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زُہد معلوم ہوا تھا، اور اس حدیث سے لباس میں ان کا زُہد معلوم ہوا، جس سے واضح ہوا کہ ان حضرات کو دُنیا کی عیش و عشرت سے سروکار نہ تھا، اور نہ ان کو اچھا کھانے اور اچھا پہننے کا اہتمام تھا۔

رضائے اِلٰہی کی خاطر اچھا لباس ترک کرنے کی فضیلت:

''حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّوْرِيُّ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ مَرْحُوْمٍ عَبْدِالرَّحِيْمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

ترجمہ:.... ''حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قدرت کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کرتے ہوئے عمدہ لباس ترک کردیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری خلقت کے رُوبرو اس کو بلاکر اِختیار دیں گے کہ ایمان کے حلوں میں سے جس حلے کو چاہے پہن لے۔''

تشریح:.... لباس آدمی کی زینت ہے، اس لئے طبعی طور پر آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اچھے سے اچھا لباس پہنے، شریعتِ مطہرہ نے بھی اس کے اس طبعی جذبے کی خاطر فی الجملہ رعایت کی ہے، اور حدود کے اندر رہتے ہوئے اس کو خوش لباسی کی اجازت بلکہ بعض حالات میں ترغیب دی ہے، لیکن خوش لباسی کے مقابلے، مسابقت اور اس میں دوڑ لگانے کی حوصلہ شکنی کی ہے، اس لئے کہ یہ دوڑ اپنے اندر بہت قباحتیں رکھتی ہے، اس سے نمود ونمائش کے جذبات بھڑکتے ہیں، بڑھیا لباس پہننے والے کے دِل میں کبر وغرور اور فخر ومباہات کا پیدا ہونا اَغلب ہے، پھر جب ہر شخص دُوسروں سے بڑھیا لباس پہننے کی کوشش کرے گا تو جو لوگ مالی اِستطاعت نہیں رکھتے یا کم رکھتے ہیں وہ اپنی اِستطاعت سے بڑھ کر خرچ کریں گے، اس سے اِسراف وتبذیر اور فضول خرچی کا دروازہ کھلے گا، پھر حد سے بڑھے ہوئے اِخراجات کو پورا کرنے کے لئے نہ صرف دُنیوی دَھندوں کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی پڑے گی، بلکہ آمدنی کے جائز وناجائز ذرائع اِختیار کئے جائیں گے، اور جس قدر دُنیوی مشاغل میں انہماک بڑھے گا، اسی قدر

آخرت کی توجہ گھٹے گی اور آخرت کے کاموں کی فرصت جاتی رہے گی، اور جب تمام تر محنت و کوشش، آخرت فراموشی اور حلال و حرام کی حد بندیوں کو اُٹھا دینے کے باوجود بھی ”معیارِ زندگی“ اتنا اُونچا نہیں ہوسکے گا جتنا وہ دیکھنے کا خواہش مند ہے تو دِل میں ان لوگوں کے خلاف، جو ضرورت سے زیادہ وسائلِ رزق پر قابض ہیں، غم و غصّے کے جذبات شدّت کے ساتھ پیدا ہوں گے اور اِحتجاج کی راہیں ڈھونڈیں گے، جس سے پورا معاشرہ شر و فساد کی لپیٹ میں آجائے گا، اور ہر شخص ذہنی اِنتشار، افراتفری اور انارکی میں مبتلا ہوجائے گا۔ یہ سارا فساد خوش لباسی کی لنگوٹی سے پیدا ہوا، اس لئے حکیمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایمانی و رُوحانی نسخہ تجویز فرمایا جس سے خوش لباسی کی دوڑ کا جذبہ ہی سرد پڑ جائے، وہ نسخہ یہ ہے کہ جو شخص ہمت و قدرت کے باوجود محض اَز راہِ تواضع اچھا لباس ترک کردے، اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق کے سامنے بلاکر اِختیار دیں گے کہ ایمانی حلوں میں سے جونسا اچھے سے اچھا حلہ اس کے دِل کو لگتا ہے وہ پہن لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سن کر ایک تو اہلِ ایمان کے دِل میں خوش لباسی کے بجائے ترکِ لباس کی دوڑ پیدا ہوگی، دُوسرے دُنیا میں اِنہماک کے بجائے آخرت کی طرف توجہ بڑھے گی، اور وہ تمام قباحتیں جن کی طرف اُوپر اشارہ کیا گیا ہے، اسلامی معاشرے سے اَز خود ختم ہوجائیں گی، سبحان اللہ! کیسی حکیمانہ تعلیم ہے، اور اس ایک فقرے میں کتنا بڑا علم سمو دیا ہے۔

اس حدیثِ پاک میں دو نکتے مزید توجہ طلب ہیں:

اوّل یہ کہ اس حدیث میں ایسے شخص کی فضیلت بیان فرمائی ہے جو قدرت و اِستطاعت کے باوجود محض تواضع اور رضائے اِلٰہی کی خاطر اچھا لباس ترک کردے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اچھا لباس نہ پہننے والوں کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ شخص جو قدرت و اِستطاعت ہی نہیں رکھتا، اس لئے اچھا لباس پہن ہی نہیں سکتا، ورنہ قدرت و اِستطاعت ہوتی تو یہ بھی عمدہ سے عمدہ سوٹ پہنتا، یہ شخص لائقِ مدح نہیں، کیونکہ اس کے بدن پر گو اُچھا لباس نہیں، مگر اس کے دِل میں اچھے لباس کی رغبت و خواہش و محبت گھسی ہوئی ہے، یہ جب لوگوں کو اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے دِل سے ایک ہوک سی اُٹھتی ہے کہ:

”ہائے! میرے پاس اچھا لباس نہ ہوا۔“

البتہ جو شخص اپنی ناداری پر صابر و شاکر ہو، اور راضی برضا ہو، اور وہ مال داروں کو دیکھ کر للچائے نہیں، اس کا فقر و فاقہ لائقِ صد ستائش ہے، اور ایسے لوگوں کے بڑے فضائل حدیث میں آئے ہیں، حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا یہی حال تھا۔

دُوسرا وہ شخص جو قدرت و اِستطاعت کے باوجود اچھا لباس نہیں پہنتا، مگر اس کا منشا تواضع نہیں، نہ اس کا مقصد رضائے اِلٰہی کا حصول ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کو زاہد و عابد سمجھیں، ایسا شخص مکار و رِیاکار ہے، یہ بیچارا دُنیا میں بھی محروم ہے اور آخرت میں بھی۔

تیسرا شخص وہ ہے جس کا اس حدیثِ پاک میں ذکر ہے، جس کے ترکِ لباس کا منشا نہ تو ناداری ہے اور نہ رِیاکاری، بلکہ دُنیا سے بے رغبتی، یہاں کی زیب و زینت کی بے وقعتی اور حق تعالیٰ شانہٗ کے سامنے تواضع اور اِنکساری کے سبب وہ اچھے لباس سے احتراز کرتا ہے، ایسے شخص کی فضیلت اس حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے۔

دُوسرا نکتہ یہ ہے کہ جو لوگ اچھا لباس پہنتے ہیں، اکثر و بیشتر ان کا مقصد لوگوں کی نظر میں معزز بننا ہوتا ہے، جو شخص محض رضائے اِلٰہی کے لئے اچھا لباس ترک کردے اس کو ساری مخلوق کے رُوبرو بہترین حلہ پہنایا جائے گا، جس سے اس کی عزّت و وجاہت سب لوگوں کے سامنے کھل جائے گی، گویا جو مقصد کہ لوگ دُنیا میں اچھے لباس کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو وہ نعمت ترکِ لباس پر عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمت اس ناکارہ کو بھی نصیب فرمائے۔

ضرورت سے زیادہ عمارت بنانا:

۱:... ”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ نَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ. هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ شَبِيبُ بْنُ بَشِيرٍ وَإِنَّمَا هُوَ شَبِيبُ بْنُ بِشْرٍ.“ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

ترجمہ:... ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اِخراجات اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار ہوتے ہیں، سوائے تعمیر کے کہ اس میں کوئی خیر نہیں۔“

تشریح:... یعنی ایک مسلمان اپنے اہل و عیال یا اپنی ذات پر جو جائز اور ضروری اِخراجات کرتا ہے، وہ خرچ اللہ تعالیٰ کے راستے

میں شمار کیا جاتا ہے، اور آدمی اس پر اَجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے، سوائے تعمیر کے کہ اس کے خرچ میں کوئی اجر نہیں۔

۲:.... ”حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شَرِیْکٌ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: أَتَیْنَا خَبَّابًا نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعَ کَیَّاتٍ فَقَالَ: لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِیْ وَلَوْ لَا أَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ! لَتَمَنَّیْتُهٗ، وَقَالَ: یُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِیْ نَفَقَتِهٖ إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ: فِی التُّرَابِ۔ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

ترجمہ:.... ”حارثہ بن مضرب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے، انہوں نے علاج کے لئے سات داغ لگوائے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: میری بیماری لمبی ہوگئی، اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کیا کرو، تو میں موت کی آرزو کرتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر خرچ پر آدمی کو اَجر ملتا ہے سوائے مٹی کے۔“

تشریح:.... اس حدیث میں ایک مضمون تو وہی ہے جو اُوپر کی حدیث میں آچکا ہے، یعنی بغیر ضرورت کے تعمیری اخراجات کا پسندیدہ نہ ہونا، اور دُوسرا مضمون موت کی تمنا سے ممانعت کا ہے، یہ مضمون بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ اپنی بھلائی میں مزید اضافہ کرسکے، اور اگر وہ بدکار ہے تو ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے۔“ ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”تم میں سے کوئی شخص نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ اس کی دُعا کرے، کیونکہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی اُمید ختم ہوجاتی ہے، اور مؤمن کے لئے عمر کی مہلت خیر میں اضافے ہی کا سبب ہے۔“ ایک اور حدیث میں ہے کہ: تم میں سے کوئی شخص تکلیف سے گھبراکر موت کی تمنا نہ کرے، اگر اس کو یہ کرنا ہی ہو تو یہ دُعا کرے:

”اَللّٰهُمَّ أَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ إِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ۔“

ترجمہ:.... ”اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھئے اور جب وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے قبض کرلیجئے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”موت کی تمنا نہ کیا کرو، کیونکہ جان کنی کا ہول بڑا سخت ہے، اور آدمی کی نیک بختی کی بات یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ واِنابت کی توفیق عطا فرمادیں۔“ (یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں)۔

آدمی اپنی کمزوری کی وجہ سے تکلیف سے گھبراجاتا ہے اور تکلیف کی شدت سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا اور دُعا کرنے لگتا ہے، حالانکہ موت کے وقت جان کنی کی تکلیف ایسی ہولناک ہے کہ اس کے مقابلے میں زندگی کی تکالیف بہت معمولی ہیں، تو ہلکی تکلیف سے گھبراکر بڑی تکلیف کی تمنا کرنا تقاضائے دانش مندی کے خلاف ہے:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے!
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

علاوہ ازیں زندگی کے لمحات، حق تعالیٰ شانہٗ کا احسانِ عظیم اور نعمتِ کبریٰ ہیں، یہ وہ مال و دولت ہے کہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہوسکتی۔ زندگی کی تکالیف اور پریشانیوں سے گھبراکر موت کی تمنا کرنا گویا اس نعمت کی بے قدری ہے، اس لئے مصائب وتکالیف سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا تو بہرحال مذموم ہے، لیکن اگر کسی دِینی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنے کی خاطر موت کی تمنا کو بعض اکابر نے جائز رکھا ہے، شیخ مُلَّا علی القاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

”وقد أفتى النووی أنه لا یکره تمنی الموت لخوف فتنة دینیة، بل قال انه مندوب، ونقل عن الشافعی وعمر بن عبدالعزیز وغیرهما۔“

ترجمہ:.... ”اِمام نووی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ دِینی فتنے کے اندیشے کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ نہیں، بلکہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مستحب ہے، اور اس کو اِمام شافعیؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور دیگر اکابر سے نقل کیا ہے۔“

اسی طرح شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک شہر مدینہ طیبہ میں مرنے کی تمنا بھی ممنوع نہیں، بلکہ مندوب ہے، نیز محبتِ اِلٰہی کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ سے ملنے کا اشتیاق بھی ممانعت کے تحت داخل نہیں، رَزَقَنَا اللهُ تَعَالٰی بِمَنِّهٖ وَلُطْفِهٖ!

فائدہ:.... ترمذی شریف میں تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ اسی قدر نقل کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

قادیانیوں کے حق میں سپریم کورٹ کا

غیر منصفانہ فیصلہ

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی مدظلہ

قسط:۳

(۳) تفسیرِ صغیر کی اشاعت و تقسیم اور پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء:

قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی کا تیسرا جرم یہ ہے کہ اس نے پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کی خلاف ورزی کی ہے، قادیانی گروہ اپنے جھوٹے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ہمیشہ ایسا لٹریچر شائع اور تقسیم کرتا رہتا ہے جس میں قرآنی آیات کا غلط ترجمہ، ان کی من گھڑت تفسیر، احادیث مبارکہ کا خانہ ساز اختراعی مفہوم اور اسلاف امت کے اقوال میں قطع و برید کر کے ان سے اپنا باطل مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ طریقہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اختیار کیا اور اس کے بعد اس کی امت کا راستہ بھی یہی رہا، قادیانی گروہ کی اس جسارت اور عیاری کا راستہ روکنے کے لئے ۲۰۱۱ء میں صوبہ پنجاب کے اندر حکومت پنجاب کی طرف سے پنجاب ہولی قرآن ایکٹ نافذ کیا گیا، اس ایکٹ کے سیکشن ۷ اور سیکشن ۹ میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ کوئی غیر مسلم خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا سکھ، پارسی ہو یا قادیانی قرآن پاک یا قرآن پاک کی کسی آیت کا ایسا ترجمہ یا تفسیر کرے گا جو مسلمانوں کے اجماعی و متواتر عقائد و نظریات کے خلاف ہو تو اسے تین سال قید اور بیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوگی۔ قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی نے جو تفسیرِ صغیر شائع اور تقسیم کی ہے، اس کے اندر بیسیوں مقامات پر قرآنی آیات کا ترجمہ بھی غلط کیا گیا ہے اور ان آیات کی تفسیر بھی غلط کی گئی ہے، اس لئے اس تفسیر کی تقسیم کرنا بھی اس کا قانونی جرم ہے اور وہ اس جرم کے تحت تین سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستحق ہے۔

(۴) تفسیرِ صغیر کی اشاعت و تقسیم اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ اے:

قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی کا چوتھا جرم یہ ہے کہ وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ اے کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہوا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کو اگر کوئی غیر مسلم اپنے غلط اور مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرے تو مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہوتے ہیں، اگر کوئی یہودی سیدنا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دینے کا اپنا غلط عقیدہ قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرے تو یقیناً مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے، اگر کوئی عیسائی اپنا عقیدہ تثلیث قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرے تو یقیناً مسلمانوں کے دینی احساسات پامال ہوں گے، اگر کوئی ہندو اپنی بت پرستی قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرے یا کوئی سکھ بابا گرونانک کو خدا کا اوتار ثابت کرنے کے لئے قرآن کا سہارا لے تو لازمی طور پر مسلمان دلی تکلیف محسوس کریں گے، اسی طرح اگر قادیانی گروہوں کے لوگ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت یا اس کا مہدی و مسیح موعود ہونا قرآنی آیات کے خودساختہ مفہوم کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کریں تو یقینی طور پر مسلمانوں کی دلآزاری ہوگی، مسلمانوں کے ایمانی جذبات مجروح ہوں گے، قادیانی لوگ اگر ضعیف و موضوع احادیث کے ذریعہ یا صحیح احادیث کے من گھڑت اختراعی مفہوم کے ذریعہ اپنا باطل و فاسد عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کریں تو مسلمانوں کے جذبات و احساسات برانگیختہ ہوں گے، ان میں اشتعال و اضطراب پیدا ہوگا، قادیانیوں کو مسلمانوں کی اس دلآزاری سے روکنے کے لئے اور ان کے اس جرم کا دروازہ بند کرنے کے لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ اے تیار کی گئی جس میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی جماعت کے مذہبی جذبات کو تقریری یا تحریری صورت میں یا خاکوں اور اشاروں کی صورت میں مجروح یا پامال کرنے کی کوشش کرے تو اسے تین سال سے دس سال تک کی قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے، قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی نے تفسیرِ صغیر کی تقسیم کے ذریعہ اس قانون کی بھی خلاف ورزی کی ہے اور وہ کم از کم تین سال قید کی سزا کا مستحق ہے۔

(۵) تفسیرِ صغیر کی اشاعت و تقسیم اور

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ بی:

قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی کا پانچواں جرم یہ ہے کہ اس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ بی کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا ہے، کسی بھی ریاست اور حکومت کی یہ اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ریاست میں غیر قانونی اقدامات کا راستہ روکنے اور جرائم کا دروازہ بند کرنے کے لئے سخت ترین اقدامات اٹھائے اوران اقدامات پر سختی سے عمل کرے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے لئے مناسب قانون سازی کرے اور عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان قوانین پر عمل کرے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ریاست نے پارلیمنٹ کے اتفاق رائے سے قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا تسلیم کیا۔ ان پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی پابندی عائد کی، ان پر اسلامی تعلیمات کے ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ کو ممنوع قرار دیا، ان کے لئے مسلمانوں کی عبادات اور مسلمانوں کے دینی شعائر اختیار کرنا جرم قرار دیا۔ لیکن ہماری عدالت عظمیٰ بدقسمتی سے ان قوانین پر عمل کرنے کی بجائے قادیانیوں اور توہین رسالت کے مرتکب دوسرے غیر مسلموں کو ریلیف دے رہی ہے جو قانون شکنی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ قرآن مسلمانوں کی مقدس کتاب بھی ہے، مسلمانوں کی اسلامی تعلیم کا بنیادی اصول بھی ہے اور مسلمانوں کا سب سے بڑا مذہبی شعار بھی ہے، اس لئے ریاست پاکستان نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ بی کے ذریعہ یہ قانون بنایا کہ جو شخص قرآن پاک کی توہین کا مرتکب ہوگا۔ معاذ اللہ! قرآن کی بے حرمتی کرے گا یا قرآن پاک کو اپنے غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کرے گا، اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی، قادیانی ملزم نے تفسیر صغیر تقسیم کرکے قرآن پاک کو اپنے غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی ملزم نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے قرآن کو اپنے غیر قانونی مقصد کے لئے استعمال کیا ہے، اس لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ بی کے تحت وہ عمر قید کی سزا کا مستحق ہے۔

قادیانی ملزم کم از کم ۲۶ سال قید کی سزا کا مستحق ہے:

قانون سے واقفیت یا میڈیا سے تعلق رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس ملزم پر اس کے جرائم کے حوالہ سے جتنی قانونی دفعات لاگو ہوتی ہیں، اسے ہر قانونی دفعہ کے تحت ہر جرم کی الگ الگ سزا دی جاتی ہے، امریکی عدالت نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر ڈھیر ساری قانونی دفعات عائد کرکے اور جھوٹے قانون عائد کرکے اسے ۸۶ سال قید کی مجموعی سزا سنائی ہے اور وہ تقریباً دو دہائیوں سے امریکی قید میں ہے۔ پاکستانی حکومت اور ریاست کے مقتدر ادارے غفلت اور بے غیرتی کی نیند سو رہے ہیں، کوئی مقتدر ادارہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لئے فکر مند اور سرگرم نظر نہیں آتا، ہماری تمام مقتدر قوتیں ملعونہ آسیہ جیسی توہین رسالت کی مجرمہ اور گستاخ و قانون شکن قادیانیوں کو ریلیف دینے کے چکر میں رہتی ہیں، ان کی بے غیرتی اور بے حمیتی ہر حد سے تجاوز کر چکی ہے، میں عرض کر چکا ہوں کہ قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی پانچ الگ الگ جرائم کا مرتکب ہوا ہے، ان جرائم کے حوالہ سے وہ کم از کم ۲۶ سال قید کا مستحق ہے۔ اس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر کی۔ اس جرم کے تحت وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی کا مجرم ہے، جس کی سزا تین سال قید ہے۔ اس نے مرزا بشیر الدین محمود کو معاذ اللہ تعالیٰ ”رضی اللہ عنہ“ لکھ کر تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی کو توڑا، جس کی سزا تین سال قید ہے۔ کتنی سزا ہوگئی؟ چھ سال، اس نے تحریف شدہ قرآن تقسیم کیا اور پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کا مجرم بنا جس کی سزا اس وقت تین سال قید تھی، کتنی سزا ہوگئی؟ نو سال، اس نے ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف عدالتی حکم کو ٹھکرایا بلکہ مسلمانوں کے ایمانی و دینی جذبات کو مجروح و پامال کیا اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ اے کا مجرم بنا، جس کی سزا تین سال سے دس سال تک قید ہے، اگر اس جرم کی کم سے کم سزا یعنی تین سال شامل کی جائے تو کتنی سزا ہوگئی؟ بارہ سال، اور اس نے قرآن پاک کا غیر قانونی استعمال کرکے اپنے قانونی کفر کو چھپانے کی کوشش کی اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی کا مجرم بنا، جس کی سزا عمر قید ہے اور میری معلومات کے مطابق عمر قید کی سزا کا اطلاق چودہ سال پر ہوتا ہے۔ یعنی عمر قید کی سزا چودہ سال ہے۔ کتنی سزا ہوگئی؟ بارہ اور چودہ؟ چھبیس سال! یعنی اس قادیانی ملزم کے پانچ جرائم کی مجموعی سزا کم از کم چھبیس سال بنتی ہے اور وہ چھبیس سال کی سزا کا حق دار ہے۔

سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ سے ملزم کی درخواست ضمانت مسترد:

اب آیئے مقدمہ کی کارروائی کی طرف واپس لوٹتے ہیں، پنجاب قرآن بورڈ کے لیٹر پر ۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو قادیانی ملزم مبارک احمد ثانی کے

خلاف تھانہ چناب نگر میں ایف آئی آر درج ہوئی، ذہن میں رکھیئے مدعی کی طرف سے ملزم کے خلاف درخواست ۶/ مارچ ۲۰۱۹ء کو دی گئی اور پورے پونے چار سال بعد ایف آئی آر درج ہوئی اور ایف آئی آر درج ہونے کے پورے ایک ماہ بعد ۷/جنوری ۲۰۲۳ء کو ملزم گرفتار ہوا، گرفتاری کے بعد ملزم نے اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے سیشن کورٹ میں ضمانت کی درخواست دی۔ مارچ ۲۰۱۹ء سے لے کر دسمبر ۲۰۲۲ء تک مدعی نے اپنے جو تحریری موقف جمع کرائے تھے، مدعی کی درخواست پر وہ تمام تحریریں مقدمہ اور چالان کا حصہ بنائی گئیں جس کی وجہ سے ملزم پر مزید قانونی دفعات بھی عائد کی گئیں، جو سب ناقابل ضمانت تھیں یعنی پنجاب ہولی قرآن ایکٹ جو ایف آئی آر میں درج تھا اور دفعہ ۲۹۵ اے اور دفعہ ۲۹۸ بی جو چالان میں درج تھیں یہ تینوں دفعات ناقابل ضمانت تھیں۔ اس لئے جون ۲۰۲۳ء میں سیشن کورٹ نے ملزم کی درخواست ضمانت مسترد کردی۔ اپنا آئینی و قانونی حق استعمال کرتے ہوئے ملزم نے ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا، چونکہ ملزم کے خلاف تمام قانونی دفعات ناقابل ضمانت تھیں، اس لئے نومبر ۲۰۲۳ء میں ہائی کورٹ نے بھی ملزم کی درخواست ضمانت ری جیکٹ کردی۔

ملزم کا سپریم کورٹ کی طرف رجوع:

ہائی کورٹ سے ضمانت ری جیکٹ ہونے کے بعد قانونی پروسیجر کے مطابق ملزم کو سپریم کورٹ کی طرف رجوع کا آئینی و قانونی حق تھا۔ اس لئے وہ اپنی ضمانت کی درخواست لے کر سپریم کورٹ چلا گیا، سپریم کورٹ نے اس کیس کی سماعت کے لئے چیف جسٹس جناب قاضی فائز عیسیٰ اور جناب جسٹس مسرت ہلالی پر مشتمل ایک دو رکنی بینچ بنادیا اور کیس کی سماعت کے لئے اچانک ۶/فروری ۲۰۲۴ء کی تاریخ مقرر کردی اور مقررہ تاریخ پر فریقین کو طلب کرلیا۔

چیف جسٹس کا سرکاری وکیل کو مہلت دینے سے انکار:

چونکہ ایسے کیسوں میں ریاست بھی فریق ہوتی ہے، اس لئے اس کیس میں بھی ریاست فریق تھی۔ ریاست کی طرف سے سرکاری وکیل عدالت میں پیش ہوا اور اس نے عدالت کے سامنے درخواست پیش کی کہ مجھے ریاست کی طرف سے کل ہی اس کیس کا وکیل مقرر کیا گیا ہے، اس لئے میں اس کیس کا ابھی تک تفصیلی اور ضروری مطالعہ نہیں کرسکا۔ لہٰذا مجھے کیس کی اسٹیڈی کے لئے چند دن مہلت دی جائے، لیکن جناب چیف جسٹس نے سرکاری وکیل کو کیس کی تیاری کے لئے مہلت دینے سے انکار کردیا اور فرمایا: ”ہمیں آج ہی اس کیس کو نمٹانا ہے، اس لئے مزید مہلت نہیں دی جاسکتی۔“ ریاستی اہلکاروں کی طرف سے یہ ایک سازش تھی یا غفلت؟ میں نہیں جانتا اللہ ہی جانتا ہے، لیکن سرکاری وکیل کو اگر وقت پر ریاست کی طرف سے تیار نہیں کیا گیا۔ اسے کیس کی فائل وقت پر نہیں دی گئی۔ اسے تیاری کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تو قانونی اور اخلاقی طور پر اسے کیس کا مطالعہ کرنے کی مہلت ملنی چاہئے تھی۔ جلدی بازی کے لئے اخلاق اور انصاف کے تقاضوں کو بالکل نظرانداز کردینا کسی صورت بھی عدل نہیں کہلاسکتا، یہ ظلم و ناانصافی، اخلاق و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے اور انصاف کے سب سے اونچے منصب پر بیٹھے کسی قاضی اور جسٹس کو یہ زیب نہیں دیتا۔

چیف جسٹس کا مدعی کے وکیل کو سننے سے انکار:

چیف جسٹس نے پہلا ستم تو یہ ڈھایا کہ سرکاری وکیل کو مہلت دینے سے انکار کردیا اور دوسرا ستم یہ ڈھایا کہ مدعی کے وکیل کو بولنے کی اجازت نہیں دی، مدعی کا وکیل جو شروع سے یہ کیس لڑتا آرہا تھا۔ اس نے عدالت کے سامنے وضاحت کرنے کی اجازت مانگی، مگر چیف جسٹس نے یہ کہہ کر اسے خاموش کردیا کہ مدعی کون ہوتا ہے دعویٰ کرنے والا۔ یہ ریاست کا کیس ہے اور اس میں ریاست ہی مدعی ہوسکتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ قانون چیف جسٹس کو اس جارحانہ رویہ کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ وہ قانونی طور پر سرکاری وکیل کو مہلت دیئے بغیر اور مدعی کے وکیل کو وضاحت کا موقع دیئے بغیر یکطرفہ فیصلہ دینے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟ لیکن میں اتنی بات پورے یقین و اعتماد کے ساتھ کرسکتا ہوں کہ شرعی و اخلاقی اصولوں اور انصاف و دیانت کے تقاضوں کے حوالہ سے چیف جسٹس کا یہ رویہ بالکل غلط، سراسر جانبدارانہ اور انتہائی نامناسب ہے، سرکاری وکیل کو اگر سرکار کی طرف سے کیس دینے میں تاخیر برتی گئی تو یہ سرکار کی غلطی تھی اور سرکار کی سازش یا غفلت کا اثر کیس پر نہیں پڑنا چاہئے تھا۔ اخلاق و انصاف کے تقاضوں کے تحت سرکاری وکیل کو کیس کی تیاری کے لئے چند دن کے مہلت ملنی چاہئے تھی۔ کون سی آگ لگی ہوئی تھی کہ چیف جسٹس اخلاق، انصاف اور دیانت کے تمام تقاضے بھول گئے؟

کیا مدعی کا اس کیس میں مدعی بننا قانوناً غلط تھا؟:

اور پھر جناب چیف جسٹس کا یہ کہنا بھی

ناقابلِ فہم ہے کہ مدعی کون ہوتا ہے دعویٰ کرنے والا یہ صرف ریاست کا کیس ہے اور یہ فرمانِ شاہی جاری کر کے چیف جسٹس نے مدعی کے وکیل کو سننے سے ہی انکار کر دیا۔ حالات وتناظر کی روشنی میں جناب چیف جسٹس کا یہ جارحانہ رویہ اخلاق ودیانت اور عدل وانصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے کیونکہ مدعی کا وکیل سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں یہ کیس لڑ چکا تھا اور ابھی یہ کیس زیر سماعت ہے، سیشن کورٹ میں اس کیس کی سنوائی ہو رہی ہے اور وہی وکیل وہ کیس لڑ رہا ہے۔ اس لئے سپریم کورٹ کے سامنے وہ اپنے موقف کی بہتر اور اچھی وضاحت کر سکتا تھا، لیکن جناب چیف جسٹس آپ شاید کیس کے پانچ پہلوؤں پر پوری توجہ نہیں دے سکتے۔

۱:.... مدعی ہی تھا جس نے تھانہ میں ملزم کے خلاف درخواست دی، اسی درخواست پر پونے چار سال انکوائری چلی، اگر یہ ریاست ہی کا کیس تھا اور مدعی کو اس میں مدعی بننے کا کوئی قانونی حق ہی نہیں تھا تو کیوں پونے چار سال تک اس کا وقت برباد کیا گیا؟ کیوں اس درخواست پر جے آئی ٹی کمیٹی بنی؟ کیوں اس درخواست پر پونے چار سال انکوائری چلی؟ اور کیوں پونے چار سال بعد اسی مدعی کی اسی درخواست پر ایف آئی آر کٹی؟ کیا وہ پولیس افسران اور پوری ضلعی انتظامیہ قانون سے ناواقف تھے؟ کیوں انہوں نے اس درخواست پر ملزم کے خلاف مقدمہ تیار کیا؟

۲:.... جناب چیف جسٹس آپ اس کیس کے اندر اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر رہے ہیں کہ یہ کیس اصل میں توہین عدالت کا کیس تھا، قادیانی ملزم نے ہائی کورٹ کے فیصلہ اور حکم کو للکارا تھا۔ اعلیٰ عدلیہ کے فیصلہ کی دھجیاں بکھیری تھیں، اس کا نوٹس تو آپ کی عدلیہ کو لینا چاہئے تھا، لیکن آپ کی عدلیہ کا تو غصہ بھی مدعی پر اور اس کا قانون بھی مدعی کے خلاف، توہین عدالت کرنے والا مظلوم اور بے چارہ اور ناموسِ عدالت بچانے والے کا کوئی حق ہی نہیں۔

۳:.... جناب چیف جسٹس آپ کیس کے اندر تیسری چیز یہ نظر انداز کر رہے ہیں کہ یہ کیس درحقیقت پنجاب قرآن بورڈ کا تھا، کیونکہ پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء اسی قرآن بورڈ کا بنایا ہوا ہے، اور آپ بھی جانتے ہیں کہ پنجاب قرآن بورڈ ریاست ہی کا ادارہ تھا اور اسی ریاستی ادارہ نے مدعی کی درخواست پر ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کا لیٹر لکھا اور اسی لیٹر پر ایف آئی آر درج ہوئی، کیا پنجاب قرآن بورڈ کا ریاستی و سرکاری ادارہ بھی اس قانون سے ناواقف تھا؟ اس کو بھی خبر نہ تھی کہ یہ حق تو صرف ریاست کا ہے؟ عام آدمی اس میں مدعی نہیں بن سکتا؟

۴:.... جناب چیف جسٹس صاحب آپ کیس کے اندر چوتھی چیز یہ نظر انداز کر رہے ہیں کہ یہ کیس ابھی تک سیشن کورٹ میں زیر سماعت ہے اور وہاں کیس کا مدعی اب بھی وہی ہے جسے آپ اس قانونی حق سے محروم کر رہے ہیں، کیا سیشن کورٹ میں بیٹھا جج بھی اس قانون سے بے خبر ہے اور تقریباً سوا سال سے وہ ایک ایسے کیس کی مسلسل سماعت کئے جا رہا ہے جس کیس کی بنیاد ہی کوئی نہیں؟ اور پھر یہی کیس ضمانت کے لئے ہائی کورٹ کا چکر بھی لگا آیا ہے اور ان ججوں کی ناواقفیت کا عالم یہ ہے کہ وہ اس ملزم کی ضمانت مسترد کر رہے ہیں جس کے خلاف کیس کی بنیاد ہی غیر قانونی ہے؟

۵:.... جناب چیف جسٹس آپ اس کیس کے اندر پانچویں چیز یہ نظر انداز کر رہے ہیں کہ اس کیس کا ملزم اور اس کی لیگل ٹیم بھی اس قانون سے بے خبر ہے، وہ کسی مقام پر یہ سوال نہیں اٹھا رہی کہ یہ ریاست کا کیس ہے، مدعی کو اس کیس کا مدعی بننے کا قانونی طور پر کوئی حق ہی نہیں؟ وہ بھی تھانہ سے سپریم کورٹ تک بلاوجہ دھکے کھا رہے ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں:

جناب چیف جسٹس! اپنے اس جارحانہ اور نامناسب رویہ پر تھوڑا سا غور کیجئے، آخر آپ ملزم کے پلڑے میں اپنا وزن ڈال کر قوم کو باور کیا کرانا چاہتے ہیں، چنیوٹ ضلع کے پولیس افسران قانون نہیں جانتے، وہاں کی ضلعی انتظامیہ قانون نہیں جانتی، پنجاب قرآن بورڈ نہ ہی قانون جانتا ہے اور نہ ہی اپنا حق پہچانتا ہے، سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج قانون نہیں جانتے، ملزم کی لیگل ٹیم قانون نہیں جانتی، خدارا اپنے اس جارحانہ اور نامناسب رویہ پر صرف ایک سنجیدہ نظر ڈالئے کہ آپ اپنے اس رویہ کے ذریعہ قادیانیوں اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کو کہیں غیر شعوری طور پر قانون شکنی کے چور راستے تو نہیں دکھا رہے؟ بخدا ہم آپ پر قادیانیت نوازی یا اسلام دشمنی کا کوئی الزام عائد نہیں کر رہے لیکن آپ بھی اپنے فیصلہ پر سنجیدہ نظر ڈالیں گے تو آپ کو بھی صاف محسوس ہوگا کہ آپ کا یہ فیصلہ قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی قانون شکنی میں معاون و مددگار ضرور ثابت ہو سکتا ہے، ان کو اس فیصلہ کے اندر قانونی حوالہ سے ایسے چور راستے مل سکتے ہیں، جن کی انہیں عرصہ سے تلاش ہے اور جن کے ذریعہ وہ آئین و قوانین کو غیر موثر بنانا چاہتے ہیں۔ (جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

تحفظ ختم نبوت تربیتی پروگرام

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف مقامات پر تحفظ ختم نبوت تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا جاتا ہے، گزشتہ دنوں اسی حوالے سے مندرجہ ذیل مقامات پر پروگراموں کا اہتمام کیا گیا:

پہلا پروگرام: جامعہ قرطبہ شیریں جناح کالونی صدر ٹاؤن میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے خطاب کیا اور سامعین خصوصاً نوجوان ساتھیوں کو تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنے اکابر علمائے کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

دوسرا پروگرام: لیاری ٹاؤن کے حلقہ احمد شاہ بخاری کی جامع مسجد بخاری میں رکھا گیا۔ جہاں مولانا محمد رضوان قاسمی نے فتنۂ قادیانیت کی سنگینی اور فتنۂ گوہر شاہی سے متعلق نوجوان نسل کو آگاہی اور ان فتنوں کے تعاقب کی دعوت دی۔

تیسرا پروگرام: جامع مسجد الفلاح حلقہ بہار کالونی میں بعد نماز عشاء ترتیب دیا گیا۔ مولانا محمد ابرار زمان امام وخطیب جامع مسجد اسامہ حلقہ سٹی ریلوے کالونی نے بیان کیا اور قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد ونظریات پر تفصیلی گفتگو کی۔

چوتھا پروگرام: جامع مسجد جونا ہاشمی مدرسہ دارالفیوض میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ اس میں راقم الحروف کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخر میں انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت داڑھی پر مختصر روشنی ڈالی۔ یہ پروگرام مولانا جاوید کی صدارت میں ہوا، جبکہ مولانا فہد نے انتظامی امور سرانجام دیئے۔ اسی طرح سوبھراج ہسپتال کی مسجد میں بھی تحفظ ختم نبوت پروگرام رکھا گیا۔ یہاں بھی راقم کو بیان کا موقع ملا۔ مسجد انتظامیہ میں حافظ جنید، مولانا احسان، امام مسجد و دیگر احباب نے محبت کا اظہار کیا، اللہ پاک خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔☆☆

تحفظ ختم نبوت اجلاس، کیماڑی

کراچی (مولانا محمد عبداللہ چغرزئی) ۱۴/اگست ۲۰۲۴ء بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد کوثر (بلڈنگوں والی کیماڑی) میں حضرت مولانا نورالسمیع صاحب کی صدارت میں علمائے کرام کا اجلاس ہوا، جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحیٔ مطمئن تھے۔ اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ۲۹/اگست بروز جمعرات بعد نماز مغرب کے پی ٹی گراؤنڈ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس میں ملک بھر سے جید علمائے کرام تشریف لائیں گے۔ اجلاس میں علاقہ کے ایم این اے جناب عبدالقادر پٹیل اور ٹاؤن چیئرمین ہمایوں محمد خان کی جانب سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔

کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلہ میں علمائے کرام اور کارکنانِ ختم نبوت کو مختلف امور سونپے گئے۔ اسی طرح علاقہ بھر کی مختلف مساجد میں پروگرام منعقد کئے گئے اور عوام الناس کو کانفرنس میں بھرپور شرکت کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس موقع پر علمائے کرام نے اجلاس کے شرکاء سے خطاب کیا اور کانفرنس کو کامیاب کرانے کے لئے تمام ساتھیوں کو خوب محنت کرنے کی تلقین کی۔ انشاءاللہ! یہ کانفرنس تحفظ ختم نبوت کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی۔

یاد رہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی ڈویژن میں ضلعی سطح پر مندرجہ ذیل کانفرنسز ہونا قرار پائی ہیں: ۲۷/اگست ۲۰۲۴ء بروز منگل بعد مغرب نزد جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی ضلع کورنگی، ۲۸/اگست ۲۰۲۴ء بروز بدھ بعد مغرب عقب نیشنل فاسٹ یونیورسٹی شاہ لطیف ٹاؤن ضلع ملیر، ۲۹/اگست ۲۰۲۴ء بروز جمعرات بعد مغرب کے پی ٹی گراؤنڈ مسان روڈ ضلع کیماڑی، ۳۰/اگست ۲۰۲۴ء بروز جمعہ ادارہ معارف القرآن ایوب گوٹھ ضلع شرقی، ۳۱/اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بعد مغرب مجاہد گراؤنڈ نزد فرنٹیئر موڑ، مومن آباد ٹاؤن ضلع غربی۔

اہلِ بیت و آلِ محمد ﷺ

ایک تحقیقی مطالعہ

قسط:۲

پروفیسر محمد سلیم قاسمی (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ:

حضرت خدیجہؓ مکہ کی ایک نہایت معزز خاتون تھیں۔ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرت ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے، اس رشتہ کے لحاظ سے وہ آپ کی چچازاد بہن تھیں۔ان کی دو شادیاں ہوچکی تھیں، پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔ ان سے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔ دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی، ان سے ہندہ پیدا ہوئیں۔عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور حضور ﷺ کی پچیس برس۔

حضرت خدیجہؓ اپنے زمانہ کے لوگوں میں نہایت عقلمند، دانا اور بابصیرت خاتون تھیں۔ان کے اخلاقی فضائل میں سخاوت، جاں نثاری، صبر واستقامت جیسے اوصاف نمایاں تھے۔ وہ اپنے معاشرے میں ایک پاک دامن اور بلند مرتبہ خاتون تھیں۔ایام جاہلیت میں وہ طاہرہ اور سیدہ قریش کے نام سے مشہور تھیں ۔ ان کا در دولت ہمیشہ حاجت مندوں اور فقیروں کے لیے کھلا رہتا تھا، کوئی بھی محتاج ان کے دروازے سے خالی نہیں جاتا تھا۔

حضرت خدیجہ حسین وجمیل اور مکہ کی سب سے دولت مند خاتون تھیں۔ان کی ذاتی تجارت تھی۔ ان کا کاروبار اتنا بڑا تھا کہ جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کے لیے روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے سامان تجارت کے برابر ہوتا تھا۔ان کے حسن وجمال، دولت اور سماج میں اعلیٰ مقام کی وجہ سے اس زمانے کے عرب کے بڑے بڑے سردار مثلاً عقبہ بن معیط بن امیہ، ابوصلت، ابوجہل اور ابوسفیان وغیرہ نے ان سے رشتہ ازدواج کی خواستگاری کی؛ لیکن وہ ان میں سے کسی کو اپنی شان کے مطابق نہیں سمجھتی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے رشتہ کو یہ کہتے ہوئے قبول کیا کہ ان کے اخلاق نہایت عمدہ ہیں، وہ امانت دار اور سچے ہیں۔

آپ ﷺ بچپن ہی سے تجارت سے منسلک تھے۔ سولہ سال کی عمر تک آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کئی تجارتی سفر کرچکے تھے۔عمر کے ساتھ ساتھ آپ کا دنیاوی اور تجارتی تجربہ بڑھتا گیا۔ اس زمانہ میں لوگ عموماً اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور امین شخص کے ہاتھ میں دے کر اسے تجارت کے نفع میں شریک کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ خوشی کے ساتھ اس شرکت کو گوارا فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تجارت کی غرض سے شام وبصرہ اور یمن کے متعدد سفر کیے۔ پچیس برس کی عمر تک پہنچتے پہنچتے آپ کے حسن معاملہ، راست بازی، صدق، امانت اور پاکیزہ اخلاق کی عام شہرت ہوچکی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ آپ کو امین کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان اسباب کی بناء پر آنحضرت ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں اور کہا کہ جو معاوضہ دوسروں کو دیا جاتا ہے اس سے دو چند معاوضہ آپ کو دیا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر سفر پر روانہ ہوگئے۔ واپس آکر حضرت خدیجہ کو اتنا زیادہ نفع لوٹایا جتنا اب تک کسی نے بھی نہیں لوٹایا تھا۔حضرت خدیجہؓ آپ کی محنت اور ایمانداری سے بہت متاثر ہوئیں۔سفر سے واپسی کے دو یا تین مہینہ بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیج دیا۔اس زمانہ میں عورتوں کو اس قسم کی آزادی حاصل تھی۔ حضور ﷺ نے آپ کا رشتہ قبول فرمایا اور پانچ سو درہم مہر پر آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے کردیا۔

نکاح کے بعد حضور نے ان کے ساتھ زندگی کے پچیس برس گذارے اس کے بعد حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ وہ جب تک حیات رہیں آپ نے کبھی دوسری شادی نہیں کی۔ حالاں کہ عرب کے ماحول میں ایک سے زائد شادی کرنا عام بات تھی۔

حضرت خدیجہؓ نے حضور کی بڑی مدد کی۔ ابتداء اسلام میں جب رسول اللہ ﷺ کا کوئی

معاون ومددگار نہ تھا تو انھوں نے اپنی تمام دولت آپ کے قدموں میں ڈال دی۔ آپ ہی حضور کی وزیر اور مشیر تھیں۔ مکہ میں جب ہر طرف مخالفت کا طوفان تھا تو صرف وہی ایک حضور کی تسکین کا باعث تھیں۔ وہ جب تک زندہ رہیں حضور کو کوئی غم لاحق نہیں ہوا؛ مگر جس سال حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، وہ سال آپ ﷺ کی زندگی کا عام الحزن (غم کا سال) بن گیا۔ حضور زندگی بھر انھیں بھلا نہیں پائے۔

آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ سے ہوئیں۔ ان میں تین صاحبزادے، جن کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا اور چار صاحبزادیاں: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔

حضرت خدیجہ کی ایک بہن حضرت ہالہؓ بھی تھیں جن کے بیٹے ابوالعاص سے حضور ﷺ کی بڑی بیٹی حضرت زینبؓ کا نکاح ہوا تھا۔ حضرت ہالہؓ قدیم الاسلام تھیں اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد تک حیات رہیں۔ ایک مرتبہ وہ مدینہ میں آنحضرت ﷺ سے ملنے آئیں اور استئذان کے قاعدہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔ آپ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہؓ یاد آ گئیں اور بے جھجک اٹھے اور فرمایا کہ ''ہالہ ہوں گی''۔ وہاں حضرت عائشہؓ بھی موجود تھیں ان کو رشک ہوا، بولیں کہ آپ ایک بوڑھی عورت کو یاد کیے جاتے ہیں جو مر چکیں، خدا نے آپ کو ان سے اچھی بیویاں عطا کیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے ان کی محبت دی ہے۔''

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جب بھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہؓ کی ہم نشیں عورتوں کے پاس گوشت بھجوایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ گو میں نے خدیجہؓ کو کبھی نہیں دیکھا؛ لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو ''خیر نساء العالمین'' کا لقب عطا فرمایا۔ یعنی وہ دنیا کی چار سب سے بہتر خواتین میں سے ایک تھیں۔ ان چار میں بقیہ تین: حضرت مریم، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ ہیں (رضی اللہ عنہن اجمعین)۔

حضرت سودہ بنت زمعہؓ:

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں۔ اس بناء پر انھیں قدیم الاسلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی پہلی شادی حضرت سکران بن عمرؓ سے ہوئی تھی۔ حضرت سودہؓ انھیں کے ساتھ اسلام لائیں اور انھیں کے ساتھ حبشہ ہجرت (ثانی) کی، پھر حبشہ سے مکہ واپس آنے کے کچھ دنوں بعد حضرت سکران کی وفات ہو گئی اور ایک لڑکا یادگار چھوڑا، اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ انھوں نے اسلامی جہاد میں شہادت حاصل کی۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد حضور اکرم ﷺ نہایت غمگین اور اداس رہتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس وغمخوار کی ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ہاں، گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہؓ کے حوالے تھا۔ آپ کے ایماء سے وہ حضرت سودہ کے گھر گئیں اور نکاح کا پیغام دیا، گھر والوں نے رشتہ کی منظوری دی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا نکاح چار سو درہم مہر پر حضرت سودہ سے ہو گیا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر پچاس سال تھی اور حضور ﷺ کی عمر مبارک بھی پچاس سال تھی۔ نکاح کے بعد حضرت سودہؓ نے آپ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹیوں کی دل وجان سے پرورش کی۔ جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مسجد نبوی سے متصل آپؓ کا حجرہ بنایا گیا۔ اس کے بعد دوسری ازواج کے حجرے تعمیر ہوئے۔ ان حجرات (کمروں) کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ فریضۂ حج ادا کیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد انھوں نے گھر میں ہی رہنا پسند کیا۔ حجۃ الوداع کے بعد کبھی کسی طرح کا سفر نہیں کیا، نہ ہی کسی حاجت سے باہر نکلیں۔

حضرت سودہؓ نے جب نبی ﷺ کا دلی میلان حضرت عائشہؓ کی جانب محسوس کیا تو آپ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی۔ اس طرح آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر دو دن رہتے تھے۔ ایک دن حضرت عائشہ کی باری کا اور ایک دن حضرت سودہ کی باری کا۔ حضرت سودہؓ کی وفات حضرت عمرؓ کی خلافت کے اواخر لگ بھگ ۲۲ ہجری میں ہوئی۔ سخاوت اور فیاضی ان کے اوصاف نمایاں تھے۔

حضرت عائشہؓ:

۱۰ر نبوی میں آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں، چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے وقت وہ کمسن تھیں، اس لیے اس وقت ان کی رخصتی نہیں ہو سکی۔ ۱۳ر نبوی میں آپ نے مدینہ ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ (والد حضرت عائشہ) ساتھ تھے۔

مدینہ میں جب اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومان (حضرت عائشہؓ کی والدہ) اور اسماء (حضرت عائشہ کی بہن) اور عائشہؓ کو لے آئیں۔ ادھر آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور ابورافع کو حضرت فاطمہؓ، ام کلثومؓ اور حضرت سودہؓ وغیرہ کو لانے کے لیے روانہ فرمایا۔ مدینہ آکر حضرت عائشہؓ سخت بخار میں مبتلا ہوگئیں۔ صحت حاصل ہوئی تو ان کی والدہ کو رسم رخصتی ادا کرنے کا خیال آیا۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح شوال کے مہینہ میں ہوا تھا اور رخصتی بھی اسی ماہ میں ہوئی۔ زمانہ قدیم میں اسی ماہ میں طاعون آیا تھا اس بناء پر اہل عرب اس ماہ کو خوشی کی تقریب کے لیے ناموزوں سمجھتے تھے؛ مگر اس نکاح سے جاہلیت کا یہ وہم ہمیشہ کے لیے نابود ہوگیا۔

حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی محبوب بیوی تھیں۔ آپؐ نے مرض الموت میں تمام ازواج سے اجازت لے کر اپنے زندگی کے آخری ایام حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گذارے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی علمی زندگی بہت نمایاں ہے، اللہ نے انھیں دین کی فہم عطا فرمائی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں فتویٰ دیتی تھیں۔ متعدد اصحاب رسول پر ان کے استدراکات ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ لگ بھگ احکام شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ ان ہی سے منقول ہے۔ ترمذی میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے سامنے جب کوئی مشکل سوال آجاتا تو اس کو حضرت عائشہؓ ہی حل کرتی تھیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشہؓ)۔ خصوصاً عورتوں کے مسائل ان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے ۹/برس تک آنحضرت ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کی۔ حضور ﷺ کے بعد وہ تقریباً ۴۸/سال حیات رہیں، ۵۷ھ میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر ۶۶ سال کی تھی۔

حضرت حفصہؓ:

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ بعثت سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی شادی خنیسؓ بن حذافہ السہمی سے ہوئی اور انھیں کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ خنیسؓ کو جنگ بدر میں کاری زخم لگا، واپس آکر وہ انھیں زخموں کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ۳ ہجری میں حضرت حفصہؓ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

حضرت حفصہؓ کے مزاج میں سختی تھی۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: انها ابنة ابيها (وہ اپنے باپ کی بیٹی ہیں)۔ حضرت عمرؓ سخت مزاج مشہور تھے۔ حضورؐ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ تقریب نبوی میں دوش بدوش رہتی تھیں۔ اس بناء پر یہ دونوں دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں؛ لیکن کبھی کبھی خود بھی باہم رشک ورقابت کا اظہار ہوجایا کرتا تھا۔

حضرت حفصہؓ نے ۴۵ھ میں دوران خلافت حضرت امیر معاویہؓ وفات پائی۔ مروان بن الحکم گورنر مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب بنت خذیمہؓ/ام المساکین:

زینب نام تھا، زمانہ جاہلیت سے فقراء ومساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھلاتی تھیں اسی لیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوگئیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے عبداللہ بن جحشؓ کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن جحشؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی۔ احد کے بعد ۳ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دوتین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جن کی وفات پر آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی۔

حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہؓ:

ہند نام اور ام سلمہ کنیت تھی، والد کا نام سہیل اور ماں کا نام عاتکہ تھا۔ حضرت خالد بن الولیدؓ کی چچازاد بہن تھیں، حضرت ام سلمہؓ مکہ کی خوبصورت اور شریف زادیوں میں سے تھیں۔ پہلے عبداللہ بن عبدالاسدؓ کے نکاح میں تھیں، جو زیادہ تر ابوسلمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے ساتھ اسلام لائیں اور ان ہی کے ساتھ سب سے پہلے حبشہ ہجرت کی۔ چنانچہ سلمہ (ان کے بیٹے) حبشہ ہی میں پیدا ہوئے۔ حبشہ سے مکہ آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ وہ پہلی خاتون اسلام ہیں جو ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائیں۔ ان کے شوہر ابوسلمہ اچھے شہسوار تھے۔ جنگ بدر واحد میں داد شجاعت حاصل کی۔ غزوہ احد میں زخم آئے جن کے صدمہ سے جاں بر نہ ہوسکے اور ۴ھ میں وفات پاگئے۔ ان کے جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی نماز جنازہ

میں ۹ تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یارسول اللہ! نماز میں کچھ خلاف معمول تو نہیں ہوا؟ فرمایا کہ یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔

ابوسلمہ کی وفات کے وقت ام سلمہ حمل سے تھیں۔ وضع حمل کے بعد جب عدت گذر گئی تو حضور نے ان سے نکاح کرنا چاہا تو انھوں نے چند عذر پیش کیے، وہ بولیں کہ میں بچوں والی ہوں، میرا سن زیادہ ہے اور میں سخت غیور ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تم سے تمہاری اس خو کو رفع کردے گا۔ رہی بات بچوں کی، تو ان کی کفالت میرے ذمہ ہوگی۔ عمر کے بارے میں فرمایا کہ میرا سن تم سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد ام سلمہؓ نکاح کے لیے راضی ہوگئیں اور نکاح ہوگیا۔

ازواج مطہرات میں سب سے بعد ۶۰ ہجری کے لگ بھگ آپ نے وفات پائی، وفات کے وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔

ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ کے بعد فضل وکمال میں انھیں کا مقام ومرتبہ ہے۔ روایت حدیث اور نقل احکام میں حضرت عائشہؓ کو چھوڑ کر انھیں دوسری تمام بیبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کی اصابت رائے اور کمال عقل پر حدیبیہ کا واقعہ شاہد ہے۔ صلح حدیبیہ کے وقت جب صحابہؓ کو حلق اور قربانی میں تامل تھا تو حضرت ام سلمہؓ ہی کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہوئی۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی منقول ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ دب کر صلح ہونے پر افسردہ تھے۔ اسی دوران آپ نے حدیبیہ ہی میں قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔ مگر بار بار کہنے کے باوجود لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں تاخیر کی۔ آپ ﷺ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ام سلمہؓ سے شکایت کی۔ انھوں نے کہا اب آپ کسی سے کچھ مت کہیے؛ بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کیجیے اور بال منڈوالیں۔ آپ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے۔ اب جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو سب نے جلدی جلدی قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔ ہجوم اور عجلت کا یہ حال تھا کہ ہر شخص ان کاموں سے سب سے پہلے فارغ ہونا چاہتا تھا۔

۹ ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ کو تنبیہ کی تو حضرت عمرؓ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں۔ ان سے بھی گفتگو کی۔ ام سلمہؓ نے جواب دیا: ''عمر تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔'' چونکہ جواب نہایت مسکت تھا اس لیے حضرت عمرؓ چپ ہوگئے اور اٹھ کر چلے آئے۔ رات کو یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آپ ﷺ نے ازواج کو طلاق دے دی، صبح کو جب حضرت عمرؓ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا، جب ام سلمہؓ کا قول نقل کیا تو آپ ﷺ مسکرادیے۔

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، قصور

۷ ستمبر گولڈن جوبلی کے حوالہ سے جامعہ عبداللہ ابن عباسؓ کے مہتمم، جمعیت علمائے اسلام کے راہنما مولانا زہیر شاہ ہمدانی نے کانفرنس کا اہتمام کیا۔ صدارت مقامی امیر استاذ الحفاظ وقراُ حضرت مولانا قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے مقامی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد، جمعیت علمائے اسلام کے راہنما مولانا سید زہیر احمد شاہ ہمدانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا، اور ۷ ستمبر کانفرنس یوم فتح میں شرکت کی دعوت دی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ایک دور تھا جب راقم لاہور سے قصور آتا تو یادگار اسلاف مولانا سیّد محمد طیب شاہ ہمدانیؒ، مولانا قاری محمد یحییٰ ہمدانی، چوہدری فضل حسینؒ، حاجی محمد شفیع مغلؒ خدام ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے۔ قاری حبیب اللہ خطیب مبارک مسجد مبلغین کو رہائش وخوراک مہیا کرتے۔ آج یہ تمام حضرات اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین۔ حاجی اللہ دتہ مجاہد، حافظ محمد حنیف ایڈووکیٹ صاحب فراش ہیں۔ یادگار اسلاف مولانا سیّد محمد طیب شاہ ہمدانیؒ نے ۱۹۹۳ء میں قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ کو امارت سپرد کی۔ موصوف امارت اور میاں محمد معصوم انصاری نظامت علیا سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک انہیں صحت وعافیت والی عمر دراز نصیب فرمائیں۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ آج بڑے عرصہ کے بعد جامع مسجد کمبوہان میں جمع ہیں اور علمائے کرام، مشائخ عظام، تاجران، وکلاء اور دوسرے حضرات نے تجدید عہد کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ہمارے آباؤاجداد نے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا، ہم بھی کرتے رہیں گے اور یوم الفتح ۷ ستمبر کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں قافلوں کی صورت میں شریک ہوں گے۔ (سیّد جنید شاہ بخاری فرزند نسبتی مولانا زہیر شاہ ہمدانی)

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر
غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر
بتاریخ
بمقام
مینارِ پاکستان لاہور
7 ستمبر بروز ہفتہ
بعد نمازِ عصر
2024
یوم الفتح
فقید المثال
تاریخی
عظیم الشان
ختمِ نبوت
گولڈن جوبلی
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت خاکوانی
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان
ولی کامل
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ
علماء کرام مشائخ
قائدین، دانشور
اور قانون دان
خطاب فرمائیں گے
منجانب
مہمانِ خصوصی
قائد ملت اسلامیہ
قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا فضل الرحمن
دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام
0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور